...اللہ علیہ وسلم

قاری
فیوض الرحمن

...کی کثرت پر مبارکباد • استغفار کی برکتیں

...دعا

...سی عَنِ النَّبِیِّ ...علیہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ ...بِھٰذِہِ الدُّعَاءِ "اَللّٰھُمَّ ...فِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَ جَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ ...یْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ھَزْلِیْ وَجِدِّیْ وَ خَطَایَایَ وَ عَمَدِیْ وَ کُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ۔ (رواہ البخاری و مسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ خداوندی میں اس طرح عرض کیا کرتے تھے۔ "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ تا۔ وَ کُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ۔ اے اللہ! میری خطا میرے قصور معاف کر دے۔ اور (علم و معرفت کے تقاضے کے خلاف) جو نادانی کا کام میں نے کیا ہو اس کو معاف فرما دے اور اپنے جس معاملہ میں بھی میں نے تیرے حکم اور تیری رضا کی حد سے تجاوز کیا ہو اس کو بخش دے۔ اے میرے اللہ! میرے وہ گناہ بھی معاف فرما دے جو ہنسی مذاق میں مجھ سے سرزد ہو گئے ہوں اور وہ بھی معاف کر دے جو میں نے سوچ سمجھ کے اور سنجیدگی سے کئے ہوں، میرے مالک! میری وہ خطائیں بھی معاف کر دے جو بلا ارادہ مجھ سے سرزد ہو گئی ہوں اور وہ بھی معاف فرما دے جو جو میں نے جان بوجھ کے ارادہ سے کی ہوں اور اے میرے مالک تو جانتا ہے کہ یہ سب طرح کی خطائیں میں نے کی ہیں۔

تشریح اللہ اکبر! سیدالمرسلین، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم جو یقیناً معصوم تھے ان کے احساسات اپنے بارہ میں یہ تھے اور اپنے کو سرتا سر خطاکار اور قصوروار سمجھتے ہوئے بارگاہِ خداوندی میں اس طرح استغفار کرتے تھے۔ حق یہ ہے کہ جس کو اللہ تعالےٰ کی جتنی معرفت ہو گی وہ اتنا ہی اپنے آپ کو ادائے حق عبدیت کے بارے میں قصوروار سمجھے گا۔

"قربیاں را بیش بود حیرانی"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس استغفار کے ایک ایک لفظ میں عبدیت کی روح بھری ہوئی ہے اور ہم امتیوں کے لئے اس میں بڑا سبق ہے۔ (مولانا محمد منظور نعمانی)

استغفار کی کثرت پر مبارکباد

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "طُوْبٰی لِمَنْ وَجَدَ فِیْ صَحِیْفَتِہٖ اِسْتِغْفَارًا کَثِیْرًا۔

(رواہ ابن ماجہ والنسائی)

حضرت عبداللہ بن بسر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خوشی ہو اور مبارک ہو اس بندہ کو جو اپنے اعمالنامہ میں بہت زیادہ استغفار پائے (یعنی آخرت میں وہ دیکھے کہ اس کے اعمالنامہ میں استغفار بکثرت درج ہے)

تشریح واضح رہے کہ یہ وعدہ صرف زبان سے استغفار کے کلمات پڑھنے پر نہیں ہے بلکہ استغفار کی حقیقت پر ہے۔ اعمالنامہ میں حقیقی استغفار کے طور پر وہی استغفار درج ہوگا۔ جو حقیقت کے لحاظ سے اور عنداللہ بھی استغفار ہوگا اور جو صرف زبان سے استغفار ہو گا وہ اگر درج ہو گا تو صرف زبانی اور لفظی استغفار کے طور پر درج ہو گا اور اگر اندراج پانے کے قابل نہ ہو گا تو درج ہی نہ ہو گا۔ اسی لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں یہ نہیں فرمایا طُوْبٰی لِمَنْ اِسْتَغْفَرَ کَثِیْرًا۔ (مبارک ہو اس کو جو بکثرت استغفار کرے) بلکہ یہ فرمایا کہ طُوْبٰی ...خوشی اور مبارک... بندہ کو جو اپنے اعمالنامہ... زیادہ استغفار پائے)

امت کی مشہور عارفہ حضرت رابعہ عدویہؒ سے منقول ہے۔ وہ فرماتی تھیں کہ "ہمارا استغفار خود اس قابل ہوتا ہے کہ اللہ کے حضور میں اس سے بہت زیادہ استغفار کیا جائے۔"

اس حدیث میں "طوبیٰ" کا لفظ بہت ہی جامع ہے۔ دنیا اور آخرت اور جنت کی ساری ہی مسرتیں اور نعمتیں اس میں شامل ہیں۔ بلاشبہ جس بندہ کو حقیقی استغفار نصیب ہو اور خوب اور کثرت سے نصیب ہو وہ بڑا خوش نصیب ہے اور اس کو سب ہی کچھ نصیب ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں بھی نصیب فرمائے۔

استغفار کی برکتیں

استغفار کی اصل غرض و غایت اور اس کا موضوع تو اللہ تعالےٰ سے اپنے گناہوں کو معاف کرانا ہے تاکہ بندہ ان کے عذاب و وبال سے بچ جائے۔ لیکن قرآن مجید سے بھی معلوم ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بتایا ہے کہ استغفار بہت سی دنیوی برکات کا بھی باعث بنتا ہے اور بندہ کو اس دنیا میں بھی اس کے طفیل بہت کچھ ملتا ہے اللہ تعالےٰ یقین و عمل نصیب فرمائے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ مَخْرَجًا وَمِنْ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجًا وَرَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ما...)

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے رو... ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم... ارشاد فرمایا جو بندہ استغفار کو لازم پکڑ لے (یعنی اللہ تعالےٰ سے برابر ا... گناہوں کی معافی مانگتا رہے) اللہ تعالےٰ اس کے لئے ہر تنگ... مشکل سے نکلنے اور رہائی پانے ... راستہ بنا دے گا اور اس کی ہر ... اور ہر پریشانی کو دور کر کے کشادگی...

۴- اور اطمینان عطا فرمائے گا اور اس کو ان طریقوں سے زرق دے گا جن کا کہ اس کو خیال و گمان بھی نہ ہو گا۔

اسلامی متحدہ محاذ کے مختلف مراحل

ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ

قارئین حضرات اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ خدام الدین کی طرف سے مختلف دینی جماعتوں اور علماء کے مختلف گروہوں کے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے لئے ایک مدّت سے کوشش جاری ہے اس موضوع پر ہم نے بارہا لکھا۔ اور مخلصانہ اپیل کی کہ دینی جماعتیں اور علماء کرام پاکستان میں جب خلوصِ نیّت سے اسلامی نظام کی ترویج اور نفاذ چاہتے ہیں تو پھر باہمدگر معرکہ آرائی کیوں ہے؟ اور جب سب کا مطلوب اور مقصود ایک ہے تو اس کے حصول کے لئے متحدہ جد و جہد کیوں نہیں کی جاتی؟ جس طرح ۱۹۵۱ء میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کا ایک اہم اجلاس کراچی میں منعقد ہوا تھا اور مختلف دینی جماعتیں اپنی جداگانہ حیثیت برقرار رکھنے کے باوجود مجتمع ہو گئی تھیں۔ اسی طرح آج بھی ان کو متحد ہو کر منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہونا چاہیئے۔ دینی جماعتوں کے اتحاد اور متحدہ اسلامی محاذ کے قیام کے لئے اگرچہ جمعیت علماء اسلام اور مجلس احرار اسلام کی طرف سے متحدہ اسلامی محاذ قائم تھا۔ لیکن شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد اس کا وجود عملاً ختم ہو گیا۔ بعد ازاں حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی، شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف بنوری، مفتی محمد شفیع، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک اور دوسرے جلیل القدر علماء کرام نے کراچی میں ایک اجلاس منعقد کر کے اس کی نشاۃ ثانیہ کی کوشش کی۔ ملتان میں بھی اسی جذبہ کے مظاہرہ کے لئے مولانا خیر محمد صاحب مہتمم خیر المدارس اور حکیم سید محمد انور علی شاہ کنوینر آل مسلم پارٹیز نے اتحاد کی کوشش کی۔ پھر مجلس احرار اسلام نے بھی عوامی اسلامی متحدہ محاذ کے عنوان سے مرکز قائم کیا اور چند روز ہوئے۔ کراچی کے قاری زاہر قاسمی صاحب نے بھی اسی مقصد کے حصول کا اعلان کیا۔ اور بات اخباری بیان سے آگے نہ بڑھ سکی۔ ان کوششوں اور مساعی کو دیکھ کر جماعت اسلامی کو بھی احساس ہوا کہ حصول مقصد کے لئے متحدہ اسلامی محاذ کا قیام زبردست اہمیت رکھتا ہے۔ چنانچہ اسلامی مرکز جنیوا کے ڈائریکٹر ظفر احمد صاحب انصاری کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اور انہوں نے "اسلام پسند جماعتوں کا محاذ قائم کرنے کے لئے اپنی روایات کے مطابق علماء اور دوسری دینی جماعتوں کو نظر انداز کر کے صرف چوہدری محمد علی اور تینوں مسلم لیگوں کے رہنماؤں سے سلسلۂ جنبانی قائم کیا اور معلوم وجوہ کی بناء پر علماء کرام اور دینی جماعتیں ان کی فہرست میں شامل نہ ہو سکیں۔

اسی اثناء میں بریلوی مکتب فکر کے رہنماؤں نے جمعیۃ وحدتِ اسلامیہ کے عنوان سے علیحدہ تنظیم قائم کر کے لائل پور میں اپنا مرکز قائم کر لیا — الغرض حالات کی سنگینی اور واقعات کی نزاکت کے تحت جمعیۃ علماء اسلام کے اکابر نے بارِ ثانی اتمام حجت کے طور پر مختلف دینی جماعتوں اور علماء کرام سے پھر رابطہ مہم شروع کی۔ چنانچہ مجلس احرار، مجلس تحفظ ختم نبوّت، تنظیم اہلسنت، مجلس اشاعت توحید و سنّت، جمعیۃ اہلحدیث، جمعیۃ علماء پاکستان، مجلس شبان اسلام اور دیگر جماعتوں اور دینی شخصیات سے بالمشافہ رابطہ قائم کر کے متحدہ اسلامی محاذ کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔ خدا کا فضل ہے کہ یہ مہم نتیجہ خیز ثابت ہوئی اور ۲۷ر اپریل کو لاہور میں مختلف جماعتوں کے رہنماؤں کا ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں چند بنیادی امور پر گفتگو کے بعد طے پایا کہ آئندہ ماہ مئی کے اوائل میں مختلف دینی جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک اور اجلاس منعقد کیا جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

یکم ربیع الاول ۱۳۹۰ھ
۸ر مئی ۱۹۷۰ء

جلد ۱۵
شمارہ ۵۱

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

اور متحدہ اسلامی محاذ قائم کر کے پاکستان میں اسلامی دستور نافذ کرانے کے لئے مشترکہ جد و جہد شروع کر دی جائے۔

اس فیصلے کو عملی جامہ پہنانے میں کہاں تک کامیابی ہوتی ہے اور وہ کون سی جماعتیں ہیں جو شرکت سے انکار یا پہلوتہی اختیار کرتی ہیں۔ اس کا صحیح اندازہ تو آئندہ اجلاس کی کارروائی دیکھ کر ہی لگایا جا سکے گا۔

اس موقع پر ہم یہ بات عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ متحدہ اسلامی محاذ میں شرکت کے لئے سیاسی اور اور فکری اختلاف کے باوجود باقی جماعتوں اور رہنماؤں کو بھی مدعو کیا جائے۔ اور اگر یہ جماعتیں اپنی موجودہ روش پر نظر ثانی کرتے ہوئے ۲۲ نکات کی بنیاد پر اسلامی نظام نافذ کرانے کی جد و جہد میں عملاً شریک ہو جائیں تو "چشم ما روشن دلِ ما شاد" لیکن اگر وہ "متحدہ اسلامی محاذ" کے نام کو صرف مطلب برآری اور ذاتی اقتدار کے لئے سیڑھی کے طور پر استعمال کرنا چاہیں تو عوام کو ان کے مکروہ عزائم اور ناپاک ارادوں سے باخبر ہونے کا موقع مل جائے گا اور وہ اس بات کا صحیح اندازہ لگا سکیں گے کہ متحدہ اسلامی محاذ کے نام کو سیاسی مطلب برآری اور اپنے ذاتی مفادات کے تحفظ کے لئے کون استعمال کرتا ہے اور ملک میں حقیقی اسلامی دستور نافذ کرنے کے لئے کون مخلصانہ کوشش کر رہا ہے؟

علماء اسلام اور دینی جماعتوں کے سربراہوں کو چاہئے کہ وہ جماعتی عصبیت سے بالاتر ہو کر اسلام، مملکت اور قوم کے وسیع تر مفاد کو ملحوظ رکھیں۔ اور باہمی وقتی تنازعات اور فروعی اختلافات کو نظر انداز کر کے "اسلام" کے لئے جمع ہو جائیں تاکہ پاکستان میں اسلام کے نام پر غیر اسلامی نظام کی ترویج اور کمیونزم یا بے دین طاقتوں کو پنپنے کا موقع نہ مل سکے۔

پاکستان میں اسلامی حکومت کے قیام اور اسلامی نظام حیات کی ترویج کا یہ

تحریک آزادی کے ممتاز رہنما ماسٹر تاج الدین انصاری وفات پا گئے

"اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے"

بالآخر موت کا بے رحم ہاتھ مجلس احرار اسلام پاکستان کے سابق صدر ماسٹر تاج الدین انصاری کے نحیف و نزار وجود تک پہنچ گیا اور یکم مئی بروز جمعہ تحریکِ آزادی کا بے باک سپہ سالار داعئ اجل کو لبیک کہہ گیا

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

ماسٹر صاحب کا نام موجودہ نسل کے لئے غیر مانوس اور آئندہ نسلوں کے لئے یقیناً اجنبی ہوگا۔ وہ جس گروہ سے تعلق رکھتے تھے اس کے چہرے پر زمانے کی گردشِ وقت کی سرد مہری اور ہم وطنوں کی بے حسی سے گرد و غبار کی تہیں اتنی دبیز ہو چکی ہیں کہ اس کے صحیح خد و خال کا اندازہ لگانا بڑا مشکل ہے۔ ان کے اکثر ساتھی موت کی پُر اسرار وادیوں میں گُم ہو چکے ہیں۔ بعض نے حالات سے سمجھوتہ کر لیا ہے۔ بعض اپنے ماضی سے ناطہ توڑ چکے ہیں اور قافلۂ احرار جو دفتر مجلس احرار سے چوہدری افضل حق کا جنازہ نکلنے کے بعد یتیم ہو گیا تھا ماسٹر جی کی میّت اُٹھ جانے کے بعد اپنے ہمراہیوں سے تہی دست ہو گیا ہے۔

جہاں تک ماسٹر صاحب کی صلاحیتوں کا تعلق ہے اس کا اعتراف ان کے دوستوں اور دشمنوں کو یکساں رہا ہے۔ تحریک تحفظ ختم نبوّت کے دوران سی، آئی، ڈی کے اعلیٰ ترین افسروں نے ان کی عقل و فہم کے مقابلے میں اپنے آپ کو عاجز پایا۔ چوہدری افضل حق کی تاریخ احرار ان کی "سوکھی مٹی سے محل تعمیر کر لینے کی صلاحیّت کی گواہ ہے۔

لیکن جس معاشرے کے لوگ راتوں گوالمنڈی کی گلیوں سے مال روڈ کی وسیع عریض کوٹھیوں تک پہنچ جانے کی "صلاحیّت" رکھتے ہوں وہاں ماسٹر جی کا وجود بے معنی سا ہو جاتا ہے

ماسٹر جی بڑی دیر سے موت کا انتظار کر رہے تھے۔ شاہ جیؒ کی وفات پر وہ برملا اس کا اظہار کرتے رہے۔ شاہ جیؒ کو دفن کرنے کے بعد انہوں نے کہا تھا۔ کہ شاہ جیؒ کی موت کا مجھے بہت دکھ ہے لیکن خوش بھی ہوں کہ بوڑھا اور نحیف و نزار ہوں۔ اسلئے زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکوں گا۔ اور جلد اپنے شاہؒ سے جا ملوں گا۔ شروع میں شاہ جیؒ کی روح کو مخاطب کر کے یہ شعر پڑھا ؎

تو عزم سفر کردی و رفتی ز برِ ما
بستی کمرِ خویش شکستی کمرِ ما

اور حاضرین دھاڑیں مار مار کر رونے لگے تھے۔

مجلسِ احرارِ اسلام نے اپنے زمانۂ عروج میں جو تحریکیں چلائیں ان میں ماسٹر صاحب کو بلا واسطہ دخل رہتا تھا خصوصاً تحریک کپورتھلہ، تحریک کشمیر اور تحریک مدح صحابہؓ وغیرہ۔ اس کے علاوہ رفاہی کاموں میں انہوں نے جس طرح حصّہ لیا۔ وہ اُن کی حیات کے روشن ترین باب ہیں۔ لدھیانہ شہر کے مسلمان تقسیم پنجاب کے وقت ان کی خدمات کو فراموش نہیں کر سکتے۔ جب شہر میں مسلمانوں کے مکانوں میں آگ پھیل رہی تھی۔ ہندو اور سکھ غنڈے اُن کے خون سے ہولی کھیل رہے تھے اور فوج بھی حالات پر قابو پانے میں ناکام ہو چکی تھی۔ اس وقت ماسٹر جی نے جس جرأت و جانفشانی سے اندرون شہر کے مسلمانوں کو بچایا اور جس حوصلے کا مظاہرہ کیا اس کا اعتراف ہندؤں

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

آخری موقع ہے اگر اس دفعہ بھی اسلام کے لئے واقعتہً کوئی عملی قدم نہ اٹھایا گیا تو پھر سوشلزم اور کمیونزم کا راستہ کوئی نہ روک سکے گا۔

مجاہد الحسینی

مولانا سیّد اسعد مدنی کے ساتھ چند روز

ایک سفرنامہ —— ایک تاریخی سرگزشت

(۳)

- حضرت مولانا خلیفہ غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ دین پوری کا ایک تعارف
- تحریکِ آزادی میں دین پور کی مرکزیت

مولانا سیّد اسعد مدنی نے دین پور کا سفر کیوں اختیار کیا؟ اور وہاں کون سی شخصیت تھی جس کی وجہ سے دین پور کو شہرت و عظمت حاصل ہوئی۔

وہ حضرت مولانا خلیفہ غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی تھی جو تحریک آزادی کے ایک ممتاز رہنما اور اپنے علاقہ میں معروف شیخ طریقت تھے۔ ان کے خلف الرشید حضرت مولانا عبدالہادی صاحب مدظلہ دین پور میں قیام فرما ہیں۔

مولانا سیّد اسعد مدنی نے ان سے شرفِ ملاقات کے لئے دین پور کا سفر اختیار کیا۔

حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب کا اصل وطن ضلع جھنگ تھا۔ آپ کے والدِ محترم نے ترکِ وطن فرمایا۔ چونکہ ان کی طبیعت مبارک فقیرانہ تھی۔ اس لئے بزرگانِ دین کی زیارت کی غرض سے اکثر سفر میں رہتے تھے۔ ایک دفعہ حج کے لئے بھی پاپیادہ تشریف لے گئے۔ دنیوی کاروبار اپنے بڑے صاحبزادے میاں محمد اسمٰعیل کے سپرد کر رکھا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اناج کی بٹائی کے وقت سائل بکثرت جمع ہو گئے تو صاحبزادے سے فرمایا۔ کہ پہلے ان کو راضی کر کے رخصت کرو۔ وہ حساب کر رہے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ اس سے فارغ ہوکر سائلین کو رخصت کیا جائے۔ اس لئے والد محترم کے حکم کی تعمیل نہ کر سکے۔ تاکید مزید پر صاحبزادہ نے حقیقت حال عرض کی مگر ان کو یہ گوارا نہ تھا۔ صاحبزادہ کا جواب سن کر ناراض ہو گئے۔ میاں محمد اسمٰعیل صاحب کو تنہا چھوڑ کر باقی تمام اہل و عیال سمیت حج کے لئے پاپیادہ روانہ ہو گئے۔ منزل بہ منزل چلتے ہوئے جب ریاست بہاولپور میں وارد ہوئے تو اتفاقیہ ایک رات بستی کورائیاں تحصیل رحیم یار خاں میں قیام فرمایا —— میزبانی کا شرف فقیر عبدالمالک بلوچ المعروف بہ پاندھی کو حاصل ہوا۔ میزبان نے خدمت گذاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ فرمایا۔ انہوں نے مجبور کر کے کئی ماہ ٹھہرائے رکھا۔ اس اثنا میں آپ بیمار ہو کر راہیٔ ملکِ عدم ہوئے۔ آپ کا مزار اب تک اس بستی میں موجود ہے۔ اس طرح حضرت مرشدنا خلیفہ غلام محمد صاحبؒ کو اللہ تعالےٰ نے ضلع جھنگ سے اٹھا کر ریاست بہاولپور میں پہنچا دیا۔ مولوی شریف اللہ صاحب چوہان بستی مولویاں کے والد بزرگوار اس علاقہ کے ذیلدار تھے اور بستی ٹبی کورانیاں میں ایک دفعہ آئے تو انہوں نے حضرت خلیفہ صاحبؒ کی والدہ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ حضرتؒ کو تعلیم کی غرض سے میرے سپرد فرما دیں — انہوں نے تو چھوٹے صاحبزادہ میاں غلام رسول صاحب کو بھی مانگا تھا مگر والدہ محترمہ نے حضرت خلیفہ صاحب کے متعلق فرمایا تو ان کی درخواست قبول فرما لی۔ اور میاں غلام رسول صاحب کو یہ کہہ کر دینے سے انکار فرما دیا کہ گھر میں پانی وغیرہ لانے کے لئے ایک بچہ تو موجود رہنا چاہیئے۔ حضرتؒ بستی مولویاں میں کافی مدت تک تعلیم حاصل فرماتے رہے۔ تعلیم کے علاوہ یہ قیام حضرت حافظ محمد صدیق صاحب سکنہ بھرچونڈی شریف سے شرفِ غلامی کا سبب بنا۔ کیونکہ حضرت حافظ صاحبؒ بستی مولویاں میں تشریف لایا کرتے تھے۔

حضرت حافظ صاحبؒ کی بیعت کے بعد دینی علوم کی تکمیل نہ ہو سکی۔ کیونکہ طبیعت زیادہ تزکیہ نفس کی طرف مائل تھی۔ اس دوران میں حضرت کی والدہ محترمہ بستی ٹبی کورانیاں ہی میں قیام فرما تھیں۔ میزبان کی وفات کے بعد ان کو تکلیف محسوس ہوئی تو بستی گھوڑہ میں تشریف لے آئیں جو دینپور کے قریب جانب جنوب واقع ہے یہاں جام بلادل خاں صاحب نے آپ کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔

کچھ عرصہ بعد ملّا نور خاں کی زوجہ محترمہ نے جو حضرت حافظ محمد صدیق صاحبؒ سے بیعت ہونے کی وجہ سے حضرت خلیفہ صاحبؒ کی روحانی بہن تھیں اصرار کیا تو آپ کی والدہ محترمہ گھوڑہ سے دین پور تشریف لے آئیں۔ حضرتؒ بھی تکمیل کے بعد وہیں قیام فرما ہو گئے۔

اس زمانہ میں دین پور کا علاقہ سنسان جنگل تھا۔ حضرتؒ کی برکت سے جنگل میں منگل ہو گیا۔ سچ ہے ؎

ہر کجا چشمہ بود شیریں
مردم و مرغ و مور گرد آیند!

کہتے ہیں کہ ابتدائی زمانہ نہایت تنگی سے گذرا۔ کئی روز متواتر فاقہ میں گذرتے۔ مگر حضرتؒ کی صحبت بابرکت کا یہ اثر تھا کہ تمام افراد خانہ صبرو شکر کے ساتھ رہتے۔ بعض احباب کہتے ہیں کہ حضرتؒ نے ایک دفعہ دو لکیریں کھینچ کر فرمایا کہ یہ رحمانی راستہ ہے اور یہ شیطانی۔ اوّل الذکر میں فقر و فاقہ اور ہر طرح کی ظاہری تکالیف ہیں اور دوسرے میں ظاہری تکالیف کا نام و نشاں نہیں۔ اب جو راستہ چاہو اختیار کر لو۔ ہر ایک نے خوشی سے رحمانی یعنی عسُر کا راستہ اختیار کیا اور حسب فرمانِ نبویؐ الفقر فخری عسر کو یسر سمجھا۔ اس امتحان میں کامیابی کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ بعد میں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے رزق میں اتنی وسعت ہوئی کہ دونوں وقت لنگر میں ایک بڑی جماعت کھانا تناول کرتی۔ یہ لنگر بفضلہٖ اب تک

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

مجلسِ ذکر

ہمارے اکابر

حضرتِ سندھیؒ ◎ حضرتِ مدنیؒ

از حضرۃ مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم
مرتبہ : محمد عثمان غنی

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی اَمَّا بَعدُ فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ط

غرور سے بچنے کا طریقہ

انسان کو ہمیشہ اپنی اوقات دیکھنی چاہیئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ اگر انسان میں لن ترانی آئے یا دماغ میں فتور سمائے تو پھر انسان کو اپنی تخلیق پر غور کرنا چاہیے کہ میں ہوں کیا؟ پیدا کس چیز سے ہوا اور جانا میں نے کہاں ہے؟ تو پھر سارا قصہ ختم ہو جائے۔ ایاز کا مقبرہ ابھی تک یہاں رنگ محل میں موجود ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ ایاز! قدرِ خود بشناس، ایاز غلام تھا لیکن اپنے آقا کی اتنی خدمت کی کہ بادشاہ نے اسی کو سلطنت سونپ دی۔

ع ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

اس کے بارے میں آتا ہے کہ وہ دن کو تختِ شاہی پہ بیٹھ کر دنیا کو مرعوب کرتا...... اور یہ شاہوں کے لیے ضروری بھی ہے اگر وہ رعب داب اور دبدبہ قائم نہ کر سکیں تو پھر حکومت قائم نہیں رہ سکتی۔

حضرت سندھیؒ بحیثیت مُربّی

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حضرت سندھیؒ کی خدمت میں دے رکھا تھا۔ میرے چچا مولانا عزیز احمد صاحب ساری عمر ان کی خدمت میں رہے کچھ دن ہوئے ایک کتاب میں مجھے ایک خط ملا جو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے عربی زبان میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا تھا کہ مولانا سندھیؒ کسی کی خدمت پسند نہیں کرتے ساری زندگی انہوں نے غیر لوگوں سے خدمت نہیں لی۔ انہوں نے میرے لیے لکھا کہ انور کو ان کی خدمت میں بھیج دیجئے۔ اس خط کا مجھے پتہ نہیں تھا میں سمجھتا تھا حضرتؒ نے اپنے طور پر پیش کر رکھا ہے۔ اب پتہ چلا ہے کہ حضرت مدنیؒ کی سفارش پر بھیجا تھا۔ حضرت سندھیؒ کی عادت تھی کہ جوتا خود پہنتے تھے۔ مجھے جوتا اٹھانے سے نہ روکتے لیکن اگر کوئی دوسرا جوتا آگے رکھتا تو قریب نہ جاتے ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم جو انڈیا کے صدر تھے۔ یہ اُن کے سب سے زیادہ عقیدت مند تھے، ان کے لیے گھر سے خود چائے بنا کر لاتے، ان کے سامنے دو زانو بیٹھتے۔ حضرت مدنیؒ کی عنایات کے طفیل مجھے بھی اللہ نے حضرت سندھی کی خدمت کی توفیق عطا فرما دی۔ سندھ میں گرمی کی وجہ سے مجھے پھنسیاں نکل آئیں تو حضرت سندھیؒ نے نیم منگوائی۔ اکبر نامی ایک شخص پیر ضیاء الدین صاحب کا تانگہ بان تھا۔ وہ نیم لایا۔ پیر ضیاء الدین صاحب حضرتؒ کے پورے ہم درس رہے۔ سندھ میں پیر جھنڈا اور پیر پگاڑا دو زبردست چوٹی کے پیر ہیں۔ وہاں قرآن و حدیث کی زبردست تعلیم ہوتی ہے کبھی جا کے آپ دیکھیں تو حیران رہ جائیں، اتنا بڑا کتب خانہ پورے پاکستان میں کہیں نہیں ہے جتنا وہاں ہے خیر حضرت سندھی نے اکبر سے کہا میاں نیم گھوٹ لاؤ۔ وہ اللہ کا بندہ اتنا بڑا پیالہ بھر کرے آیا اور میرے سامنے اس نے رکھ دیا۔ میں نے جب وہ پینے کے لیئے اٹھایا تو قریب کرتے ہی میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ نیم میں اتنی زور کی خوشبو ہوتی ہے تو میں نے وہ پیالہ چپ کر کے نیچے رکھ دیا۔ اللہ کی قدرت حضرت سندھیؒ کی قوتِ برداشت اور سبق دینے کا ڈھنگ دیکھئے۔ انہوں نے مجھے اتنے نیم کے فوائد بتائے کہ بیان سے باہر ہیں۔ ساری زندگی انہوں نے دنیا بھر کی خاک چھانی۔ تیرہ سال حجاز کے اندر خانہ کعبہ میں حدیث پڑھائی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ساری تعلیمات ان سے حاصل کی ہیں اس دوران میں کابل میں بھی رہے تو وہاں امیر امان اللہ خان، جنرل نادر خاں، یہ جو آج کل حکمران ہیں افغانستان کے ان کے والد تھے۔ ان کے چچا وزیر اعظم تھے۔ سردار ہاشم خاں، سردار داؤد خاں، سردار محمود خاں، سب حضرت سندھیؒ کے شاگرد تھے۔ جمال پاشا ترکی سے آیا، اس نے بھی قرآن حضرت سندھیؒ سے پڑھا خیر تو میں نے وہ نیم کا پیالہ اٹھا کر رکھ دیا۔ اب اندازہ لگایئے ستر پچھتر سالہ بوڑھے نے پیالہ اٹھایا منہ سے لگایا اور ختم کر کے نیچے رکھ دیا۔ اب اس سے بڑھ کر اور کون سا ڈھنگ ہے تربیت کا؟ میں دم بخود رہ گیا، اتنی نیم پینے سے انسانی رگیں جڑ جانے کا خطرہ ہے مگر ان کی قوتِ برداشت اور خدا پر بھروسہ ایسا زبردست تھا کہ بیان سے باہر ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے تو توکل حضرت سندھی سے سیکھا تھا۔ لاکھوں روپے کی ضرورت پڑتی تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے، اللہ تعالیٰ دے دیتے، کبھی جیب میں رکھا نہیں سب راہِ خدا میں لٹا دیا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھر کے پانی پیا کرتے تھے۔ میں نے اسعد میاں سے پوچھا، کہنے لگے حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ زیادہ پانی پینے سے انسان کا ذہن کند ہو جاتا ہے۔

تو حضرت سندھی نے دوسرے دن اکبر کو فرمایا کہ بھگڑیاں ساتھ لے آؤ۔ (سندھی میں چنے کو بھگڑیاں کہتے ہیں)، مجھے فرمایا کہ تم سے جتنا پیا جائے، پی جاؤ اور اس کے بعد یہ چنے چبا کر تھوک دینا پہلے سے وہ کم نیم لایا۔ تو ایک دم میں نے پی کر چنے چبا لیے۔ تین دن حضرت سندھی نے مجھے نیم پلائی اور صبح سے شام تک سوائے لسی کے، مکھن کے، روٹی کے ساتھ میٹھا کھانے نہیں دیا۔ وہ فرماتے تھے مجھے بچپن میں تکلیف ہوئی تھی تو میری والدہ نے تین دن مجھے نیم اس طرح پلائی تھی۔ اس کے بعد ساری زندگی کبھی پھنسیاں نہیں نکلیں۔ جس دن سے حضرت سندھیؒ نے مجھے نیم پلائی مجھے بھی پھنسیاں نہیں نکلیں بلکہ کوئی زخم ہو جائے تو میں پرواہ ہی نہیں کرتا فوراً مندمل ہو جاتا ہے۔

حضرت مدنی کے کمالات

جو علماءِ حق ہیں انہوں نے ڈیڑھ دو سو سال میں ہزاروں قربانیاں دیں تب جا کر ملک آزاد ہوا۔ اسلام آپ کا بچا، کبھی ہندوستان کی تاریخ لکھی گئی تو آپ دیکھ کر دنگ رہ جائیں گے۔ ساری قوم کی خدمات ایک طرف، اکیلے علماء کی خدمات ان سے بڑھ کر ہیں۔ صرف اسیرِ مالٹا حضرت شیخ الہندؒ، حضرت مدنیؒ اور یہ ابھی زندہ ہیں پٹھان عالم، حضرت مولانا عزیر گلؒ، جن کو ملنے کے لیے اسعد میاں پاکستان آتے ہیں۔ یہ پانچ سال مالٹے میں رہے ہیں، کبھی انہی کے حالات پڑھیئے تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ ان اللہ کے بندوں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسے کا ایسا لازوال عمل پیش کیا ہے کہ اسے دیکھ کر انسان کے اندر ہمت، جرأت، اور قوت پیدا ہو جاتی ہے، ایمان قوی ہو جاتا ہے۔

اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کو چار دانگِ عالم میں عزت و عظمت فرمائی۔ حضرت مدنیؒ کو شیخ العرب والعجم کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ ان کے عشاق و خدام حجاز میں، پاکستان میں، برما میں، انڈونیشیا میں، افریقہ میں بلکہ کوئی ملک ایسا نہیں جہاں مسلمانوں میں حضرۃ مدنیؒ کے خدام اور جان نثار نہ ہوں۔ کئی سو علماء کو براہِ راست حدیث پڑھائی ہے۔ تیرہ سال تو مسجد نبوی میں پڑھائی، پھر کلکتے میں پڑھائی، سلہٹ میں پڑھائی، سلہٹ میں جب بھی جاتے، ایک مہینہ، ڈیڑھ مہینہ،

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

قرآن اور اسلام کی عظمت

مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :-
وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝
(العصر)

ترجمہ: زمانہ کی قسم ہے، بے شک انسان گھاٹے میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اور حق پر قائم رہنے کی اور صبر کرنے کی آپس میں وصیت کرتے رہتے۔

اعتراف کہتری

بزرگان محترم! معزز حاضرین و محترم خواتین! اللہ تعالیٰ کے بے انتہا احسانات و انعامات جو امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر خصوصی ہیں، ہم انہیں شمار نہیں کر سکتے۔ جب انسان ان کا شمار بھی نہیں کر سکتا تو اس کا شکریہ اور حق کیونکر بجا لا سکتا ہے۔ انبیاء کرام کے بعد اس امت میں عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ ہیں۔ علماء کرام وہی مشن، وہی فریضہ اور وہی نصب العین جو انبیاء کرام کا تھا لے کر اس دنیا میں آتے ہیں۔ دین حق کی نشر و اشاعت، انبیاء کرام کے لائے ہوئے احکامات و فرامین جس کا مجموعہ قرآن کریم ہے اس کی نشر و اشاعت اپنی زندگی کا دستور العمل، اوڑھنا بچھونا بناتے ہیں اور اپنی اس عمر مستعار کو اسی کام میں وقف کر دیتے ہیں تاآنکہ اجل ان کو آ لیتی ہے اور وہ راہِ خدا کو سدھارتے ہیں۔ سو یہ مشن یقیناً انبیاء کا مشن ہے۔ یہ علماءِ حق پر اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے علماء ربانی کو سونپا ہے۔ انہی میں سے حضرت قاضی صاحب ہیں۔ آج دوسرے خلیفہء ربانی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تشریف فرما ہیں جن کا پہلی دفعہ یہاں تشریف لانا ہوا ہے۔ آپ ان کے مواعظ سے بھی مستفید ہوں گے یہ سیاہ کار گنہگار کَبُرَتْ فِیْ مَوْتُ الْکُبَرَاءِ، اگرچہ کس قدر نالائق ہے لیکن بڑے جب دنیا میں نہ رہیں تو چھوٹے ان کی جگہ پر بیٹھ جاتے ہیں۔ میں تو اپنے لئے اقبال مرحوم کا وہی مصرع پسند کرتا ہوں۔ ع

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

کہ ہم میں تو کوئی صلاحیت، خوبی، کمال نہیں۔ لیکن یہ آپ حضرات کی دعائیں ہیں یا اللہ تعالیٰ کی کوئی رحمت ہے کہ ہمارا کون سا گناہ اللہ تعالیٰ کو پسند آ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نعمت سے نوازا ہے۔ بہرحال آپ حضرات کی دعائیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ ہمیں بھی دین کی سمجھ اور فہم نصیب فرمائیں۔ اس کی خدمت کی توفیق ارزانی ہو۔ تو انشاء اللہ ہماری بھی نجات کا سامان ہو جائے گا۔

آخری ہدایت

بہرطور یہ قرآن حکیم، حبل اللہ المتین مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی عظیم نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کو حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو پیغام رسانی کا سلسلہ شروع کیا وہ سلسلہ بنی اسرائیل میں حضرت مسیح پر جا کر ختم ہوا۔ پھر ان کی خوشخبری کے مطابق نبی آخرالزمان خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مبعوث ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے واسطے سے عظیم الشان ہدایت نامہ قرآن حکیم دیا اور سابقہ ہدایات کی تکمیل بھی اس قرآن کے واسطے سے فرما دی۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۝ (المائدہ ۳) کے الفاظ کے ساتھ اس عظمت کو دوبالا کیا اور آئندہ کے لئے جس طرح حضور کو خاتم النبیین قرار دیا گیا کہ آپ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔ اور اس امتِ محمدیہ کے بعد تمام امتیں تکمیل پذیر ہوئیں، اسی طرح تمام الہامی کتابوں کا قرآن حکیم کے خاتمے کے ساتھ اللہ نے خاتمہ کر دیا۔ اب اس کے بعد تَمَّتْ بِالْخَیْرِ، کہ کوئی آسمانی کتاب نزول پذیر نہ ہوگی۔ رہتی دنیا تک یہی انسانوں کی ہدایت کے لئے، انسانوں کی نجات کے لئے، انسانوں کی دنیوی، اُخروی سرخروئی، کامیابی اور کامرانی کے لئے کافی، وافی، شافی ہے:

قرآن و حدیث

تیرہ سالہ مکی، دس سالہ مدنی زندگی میں، ۲۳ سال کے اندر یہ قرآن حکیم جو لوح محفوظ میں اللہ نے یکبارگی محفوظ فرما دیا۔ ٹکڑے ٹکڑے کرکے "وقتاً فوقتاً" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر بالراست یا بواسطہ جبریل امینؑ نازل ہوا اور چودہ سو سال سے نسلِ انسانی اس سے استفادہ کر رہی ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس سلسلۂ خیر کی کڑی بنے یعنی بعض وہ ہیں جو قرآن حکیم ہی پڑھانا اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیتے ہیں۔ جن کو حفاظ اور قراء کا نام دیا جاتا ہے کچھ وہ ہیں جو اس کے مضامین، اس کے معانی و مطالب میں غور و فکر کرنا اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیتے ہیں جنہیں ہم علماء و مفسرین کے لقب سے یاد کرتے ہیں پھر قرآن حکیم ہی کی اللہ کے نبیؐ کی زبان سے جو تشریحات ہوئیں اور قرآن کے جو تمہیدی قوانین انہوں نے مرتب فرمائے انہیں بھی الہام کا درجہ دیا جاتا ہے۔ قرآن کے الہام کو وحیٔ متلو اور اسے وحیٔ غیر متلو، اس الہام کو وحیٔ جلی اور اس الہام کو وحیٔ خفی کہا جاتا ہے لیکن بہرحال دونوں الہام واجب العمل اور واجب الاطاعت واجب الاذعان اور واجب الایمان ہیں اور ہمارا اسی پر یقین ہے۔ لیکن بدقسمتی سے کچھ "مسلمان" ایسے ہیں جو

(باقی ص ۱۲ پر)

درسِ قرآن

ظلماتِ ضلالت و نورِ ہدایت

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب ــــ مرتبہ: محمد عثمان غنی

(۵)

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓءُھُمُ الطَّاغُوْتُ لا یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ط اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ہ (البقرہ ۲۵۷) آگے کیا چلتا ہے قصہ؟ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھٖمَ فِیْ رَبِّہٖٓ (البقرہ ۲۵۸) یعنی نمرود اندھیرے میں تھا، فرعون اندھیرے میں تھا۔ دولتیں روشنی نہیں دیتیں، روپے روشنی نہیں دیتے، محلات روشنی نہیں دیتے۔ روشنی کب آتی ہے؟ جب تعلق پیدا ہو جاتے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔

فرمایا تاکہ تو لوگوں کو نکالے اندھیروں سے۔ ظلمات کی بہت سی قسمیں ہیں۔ اندھیرے بہت ہیں۔ علامہ رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ قرآن مجید نے ظلمت کے لئے تو ظلمات کا لفظ استعمال کیا۔ کہ اندھیرے بہت ہیں۔ کفر کا اندھیرا، شرک کا اندھیرا، مال کی محبت کا اندھیرا، اولاد کی محبت کا اندھیرا، کاروبار کا اندھیرا، عہدے کا اندھیرا، یہ سب اندھیرے ہیں۔ جو یادِ خدا سے غافل کر دے وہ اندھیرا ہی ہے کہ انسان کو پھر اور کچھ نظر نہیں آتا۔ ایک اپنی ہی چیز نظر آتی ہے جو اپنا مدّعا ہے۔ روپیہ مدّعا ہے تو روپیہ نظر آتا ہے، اگر دولت مدعا ہے تو دولت نظر آتی ہے اگر اور کوئی چیز مدّعا ہے تو وہ چیز نظر آتی ہے۔

فرمایا کہ کسی قسم کے اندھیرے میں ہو۔ ظلمات بہت ہیں۔ عقیدے کا اندھیرا ہے، عمل کا اندھیرا ہے، خواہشات کا اندھیرا ہے۔ اور بھی اندھیرے بہت سے ہیں۔ فرمایا کتابِ مجید نکالتی ہے لوگوں کو ظلمات سے اِلَی النُّوْرِ ہ روشنی کی طرف۔ اور روشنی صرف ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ظلمات کو جمع بیان کیا اور نور کو مفرد بیان کیا۔ ان سارے اندھیروں کا حل کیا ہے؟ صرف ایک نور ہے۔ وہ کیا ہے؟ قرآن مجید۔ میں تو عرض کرتا ہوں ہمارے معاشی اندھیرے، ہمارے اقتصادی اندھیرے، ہمارے تعلیمی اندھیرے، ہمارے گھریلو اندھیرے، ہمارے ذاتی اندھیرے، ہمارے عقیدے کے اندھیرے یہ جتنے اندھیرے ہیں، سب کا حل کہاں موجود ہے؟ قرآن مجید میں موجود ہے۔ قرآن تو یہ کہتا ہے۔ لِتُخْرِجَ النَّاسَ، تاکہ تو نکالے لوگوں کو، مِنَ الظُّلُمٰتِ، اندھیروں سے، کہاں نکالے؟ اِلَی النُّوْرِ ہ نور کی طرف۔ جیسے صحابہ کرام ظلمات سے نکلے، نور کی طرف آئے۔

لیکن یہ بھی کب ہو گا؟ بِاِذْنِ رَبِّھِمْ۔ اِذن کا معنی توفیق۔ اُن کے رب کی توفیق کے ساتھ۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہادی ہیں، رستہ دکھانے والے ہیں۔ لیکن رستے پر چلانے والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ۔ بِاِذْنِ رَبِّھِمْ یعنی بِالتَّوْفِیْقِ رَبِّھِمْ۔ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ۔

اور جب انسان اندھیرے سے نکل کر روشنی کی طرف آئے گا تو پھر راستہ نظر آ جائے گا۔ جیسے کہ پہلے ہی پارے میں تمثیل دی کہ اندھیرے میں ایک انسان ہو، جیسے کہ منافق اعتقادی تھے۔ اُن کی دو قسمیں آتی ہیں سورتِ بقرہ میں۔ ایک وہ منافق اعتقادی ہیں جن کی اصلاح ناممکن ہے۔ ایک وہ منافق اعتقادی ہیں جن کی اصلاح ممکن تھی۔ ان کی مثال کیا دی؟ کُلَّمَآ اَضَآءَ لَھُمْ مَّشَوْا فِیْہِ لا وَ اِذَآ اَظْلَمَ عَلَیْھِمْ قَامُوْا ط وَ لَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَذَھَبَ بِسَمْعِھِمْ وَ اَبْصَارِھِمْ ط اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہ (البقرہ ۲۰)

تو جب کبھی اُن کو نور ملتا ہے قرآنی ہدایت کا، مَشَوْا فِیْہِ، دو تین قدم چل جاتے ہیں۔ وَ اِذَآ اَظْلَمَ جب اندھیرا چھا جاتا ہے، قَامُوْا ط وہیں کھڑے رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو چلنے ہی والا بنائے۔ اور چلیں بھی ہم جنّت کی طرف۔ اللہ ہمیں کھڑے ہونے کی نہ توفیق دے۔ ہم چلتے ہی رہیں حتیٰ کہ ہمارا منتہیٰ کیا ہو؟ اٰخِرُ کَلَامِنَا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط ـــــ ہمارا خاتمہ پھر ایمان کے ساتھ ہو، ہم پھر قبر میں بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مشرف ہوں۔

قرآن نے فرمایا۔ کہ جب ان کو نور ملے گا تو وہ چل پڑیں گے۔ اور کہاں چلیں گے؟ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ہ اس اللہ کی راہ پر جو غالب ہے، عزیز ہے۔ جو چاہے کر سکتا ہے۔ حمید ہے۔ تمام صفات کے ساتھ موصوف ہے۔ ساری کائنات خدا کی تعریفیں کرتی ہے۔

اَللّٰہِ الَّذِیْ۔ وہ اللہ، لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ط جس کے قبضے میں ہے، جس کی ملک ہے، جس کے اختیار میں ہے، وہ سب کچھ جو آسمانوں میں ہے اور وہ سب کچھ جو زمین میں ہے۔

تو نیک بندے تو وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے روشنی حاصل کرتے ہیں اور قدم اٹھاتے ہیں، وہ صراطِ عزیز پر چلتے ہیں۔ اور فرمایا جو لوگ اندھیرے میں رہتے ہیں، نور کے آنے کے بعد بھی آنکھیں بند کر لیتے ہیں، اُن پر بڑا افسوس ہے۔ وَ وَیْلٌ لِّلْکٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ہ اور تباہی ہے، افسوس ہے، ہلاکت ہے کافروں کے لئے مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدِ ہ اس عذاب سے جو بڑا شدید عذاب ہوگا۔ وہ سخت عذاب جب اُن پر آئے گا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس عذاب کی کیفیت کو جانتا ہوں کیونکہ میں اس عذاب کو بھیجنے والا ہوں وہ بڑے بدنصیب ہیں جو ایسے عذاب کا اپنے آپ کو شکار کر رہے ہیں اور اس نورِ حق سے فائدہ حاصل نہیں کرتے۔

ذکرِ ولادت

سیّد المرسلین خاتم الانبیاء حضرت محمدؐ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری مدظلہٗ

مبارک نام حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام ننانوے ہیں لیکن مشہور نام محمّدؐ اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

ولدیّت عبداللہ بن عبدالمطلب ابن ہاشم بن عبدِ مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرّہ۔

حضرت سیّدہ آمنہ کا مبارک خواب

فرماتی ہیں کہ میں نے حمل کی حالت میں خواب میں دیکھا کسی نے مجھے خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالےٰ آپ کو فرزند مرحمت فرمائے گا ان کا نام مبارک محمّدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا وہ دنیا کے سردار اور سرتاج ہوں گے۔ جب آنحضرت کی ولادت ہوئی حضرت سیّدہ آمنہ نے سردار عبدالمطلب کو خوشخبری کے ساتھ اپنا خواب بھی پہنچایا۔ اسی مناسبت سے سردار عبدالمطلب نے مولود مسعود کا نام محمّدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا پسند کیا۔

جناب عبداللہ کی عمر سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کی عمر بوقت وفات پچیس یا اٹھائیس برس کی تھی حضرت عبداللہ کی وفات کے چھ ماہ بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت ہوئی۔ حضرت عبداللہ نے وفات کے وقت مندرجہ ذیل اشیاء میراث میں چھوڑیں۔

۱۔ ایک لونڈی حضرت ام ایمن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (۲)، پانچ اونٹ (۳)، کچھ بھیڑ بکریاں (۴)، ایک عمدہ تلوار۔ حضرت سیدہ ام ایمن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مشرف باسلام ہوئیں اور حضرت رسول اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رحلت کے بعد بھی زندہ رہیں۔

کسریٰ، نوشیروان۔ کسریٰ، نوشیروان عدل و انصاف میں بے حد بلند مقام رکھتا تھا اس نے سینتالیس برس آٹھ مہینے حکومت کی، اس کی وفات کے چالیس برس بعد عام الفیل میں جناب کی ولادت ہوئی۔

تاریخ ولادت نو یا گیارہ ربیع الاوّل سوموار کے دن صبح صادق کے وقت جلوہ افروزِ عالم ہوئے۔

ختنہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔

عقیقہ سردار عبدالمطلب نے سنتِ ابراہیمی کے مطابق مکّہ مکرّمہ کے ہر گھر میں سے ایک ایک نفر کو عقیقہ کی دعوت کے لئے مدعو کیا۔ ایک ہزار نفر شریک ہوئے۔ معلوم ہوا کہ اس وقت مکّہ مکرمہ کی خانہ شماری تقریباً ایک ہزار تھی۔

دودھ پلانے والیاں حضرت سیّدہ آمنہ کے علاوہ ابولہب کی لونڈی ثوبیّہ نے بھی کچھ روز دودھ پلایا۔

حسن سلوک ہجرت کے ساتویں برس میں ثوبیّہ کی وفات ہوئی۔ جب تک ثوبیہ زندہ رہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لباس و دیگر ضروریاتِ زندگی کی اشیا بھیجتے رہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثوبیّہ کی وفات کے بعد دریافت فرمایا کہ ثوبیّہ کا بیٹا (مسروح) یا اس کا کوئی قریبی زندہ ہے؟ کہا گیا کہ کوئی زندہ نہیں۔

ثوبیّہ کے بعد سیّدہ حضرت حلیمہ سعدیہ نے کامل دو برس دودھ پلایا۔ دو برس کے بعد بھی کچھ عرصہ بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس رکھا۔

رحمتوں اور برکتوں کا نزول حضرت حلیمہ (رضی اللہ عنہ) فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لانے کے بعد اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم ہوا اور ان کی برکت سے ہمارے مال و مویشی میں بہت اضافہ ہوا۔ مویشی کثرت کے ساتھ بڑھ گئے، رزق فراخ ہو گیا۔

(نوٹ) مال و مویشی، رزق و دولت کی کثرت کے علاوہ یہ کتنی بڑی عزت ہے کہ قافلے والوں میں سے کسی کا نام زندہ نہیں لیکن حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ (رضی اللہ عنہا) اور ان کے قبیلہ (بنو سعد) کا نام چودہ پندرہ سو برس کے بعد بھی زندہ درخشندہ ہے اور قیامت تک رہے گا۔ اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ کتنی خواتین نے اپنی بیٹیوں کا نام حلیمہ رکھا (مصنّف کتاب کی والدہ محترمہ کا اسمِ گرامی بھی حلیمہ بنتِ حسن تھا)

والدہ محترمہ کی وفات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھ برس کے ہوئے تو والدہ محترمہ انہیں ہمراہ لے کر اپنے میکے تشریف لے گئیں۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نانی و نانا فوت ہو چکے تھے لیکن ان کے ماموں بنی عدی بن نجّار مدینہ عالیہ میں رہتے تھے۔ ان سے ملاقات کرکے شہر کے قریب بمقام ابواء ان کی وفات ہوئی۔ والدہ محترمہ کی وفات کے بعد سردار عبدالمطلب کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) آٹھ برس کے ہوئے تو سردار عبدالمطلب بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

عزّت اور رفعیّتِ شان

سردار عبدالمطلب کے لئے بیت اللہ شریف کی دیوار کے سائے میں نشست گاہ بنائی جاتی تھی، وہ عزت و وقار کے ساتھ اس فرش پر بیٹھتے تھے، ان کی عزّت کے پیشِ نظر کوئی ان کے بچھاؤنے پر نہیں بیٹھتا تھا۔ شہر برادری اور خاندان کے سب چھوٹے بڑے ادب کے ساتھ نیچے بیٹھتے تھے۔ لیکن سردارِ دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس

باعزت نشستگاہ پر چڑھ کر سردار عبدالمطلب کے پاس بیٹھ جایا کرتے تھے۔ برادری و خاندان کے لوگ انہیں لٹانے کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن سردار عبدالمطلب فرمایا کرتے تھے کہ چھوڑ دو میرے اس فرزند کی اس کائنات میں شان نرالی ہوگی — سردار عبدالمطلب خضاب استعمال کیا کرتے تھے۔

وصیّت

سردار عبدالمطلب نے جناب ابوطالب سے فرمایا۔ کہ انتہائی محبت کے ساتھ ان کی تربیت کرتے رہنا۔ جناب ابوطالب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے حد محبت تھی۔

ملک شام کا سفر

جناب ابو طالب تجارت کے لئے ملک شام کو جایا کرتے تھے۔ معمول کے مطابق شام کی طرف جانے والے تجارتی قافلے کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اس وقت نو یا بارہ برس کی تھی۔ چچا کے ساتھ سفر میں روانہ ہوئے۔

بحیرۂ راہب

شام کے ملک میں پہنچنے سے پہلے ایک قافلہ اترا ہوا تھا وہاں ایک راہب رہتا تھا اس کا نام بحیراء تھا، یہ آسمانی کتابوں کا بہت بڑا عالم تھا۔ دنیا سے علیحدگی اختیار کرکے عبادت کے لئے جنگل میں رہائش اختیار کر رکھی تھی۔ اس نے ابو طالب سے پوچھا کہ ان کے ساتھ تیرا کیا رشتہ ہے اس نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔ راہب نے کہا کہ ان کا باپ زندہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ ضروری ہے کہ یہ یتیم ہو۔ ابو طالب نے کہا یہ میرا یتیم بھتیجا ہے۔ راہب نے کہا کہ جس نبیؐ آخرالزمان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آنے کی حضرت عیسٰی بن مریم علیہ السلام نے بشارت دی تھی وہ نبیؐ آخرالزمان (صلی اللہ علیہ وسلم) یہی ہیں ان کے اندر وہ تمام علامتیں موجود ہیں آپ انہیں یہاں سے واپس مکّہ مکرمہ لے جائیں کیونکہ یہودی سخت مخالفت کرکے پریشان کریں گے — جناب ابو طالب سامان فروخت کرکے وہاں سے ہی واپس مکّہ مکرمہ تشریف لے آئے

اللہ تعالٰے نے بہت زیادہ نفع سے مالا مال فرمایا۔

شام کے ملک کی طرف دوسرا سفر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت دیانت اور اخلاق فاضلہ کا چرچا بہت عام ہوا۔ اپنے، بیگانے، شہری، دیہاتی، امیر غریب غرض ہر طبقہ کے لوگ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اخلاق فاضلہ کی وجہ سے آپ دلوں میں بستے تھے۔

حضرت سیدہ خدیجہ طاہرہ بنتِ خُوَیلد اخلاق فاضلہ کے باعث ممتاز ترین شخصیت رکھتی تھیں۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اخلاق سے اثر قبول کرکے درخواست پیش کی کہ آپؐ میرا مال بغرضِ تجارت شام پہنچائیں۔ آپؐ بیس برس کی عمر میں قافلہ کے ساتھ ملک شام کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت خدیجہ طاہرہ نے خدمت کے لئے اپنا غلام میسرہ بھی ساتھ روانہ کیا۔ سفر کے دَوران نسطورہ راہب سے ملاقات ہوئی۔ نسطورہ نے میسرہ سے کہا کہ یہ نبیؐ آخرالزماں (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ انبیاء کی آسمانی کتابوں میں جس آنے والے نبی کا ذکرِ خیر ہے ان کی روشنی میں وہ تمام علامات ان میں پائی جاتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں مال فروخت کیا اور واپس مکّہ تشریف لے آئے۔ اللہ تعالٰے نے بہت ہی زیادہ نفع سے مالامال فرمایا۔ اس نفع کثیر کی بنا پر اور نسطور راہب کے بیان سے متاثر ہو کر حضرت سیدہ خدیجہ طاہرہؓ نے جناب ابوطالب سے درخواست کی کہ آپ میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنی مالی خدمات پیش کیں لیکن آپؐ نے بطور قرض مناسب رقم قبول فرمائی۔ پانچسو درہم (تقریباً ایک سو پچیس روپے) حق مہر مقرر ہوا۔

بوقتِ نکاح حضرت خدیجہ طاہرہؓ کی عمر چالیس برس اور حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عمر مبارک پچیس برس تھی۔ اللہ تعالٰے کے فضل سے حضرت خدیجہؓ کے بطن مبارک سے سات بچے (چار لڑکیاں تین لڑکے) پیدا ہوئے جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں :-

۱۔ حضرت زینبؓ (۲) حضرت رقیہؓ (۳) حضرت ام کلثومؓ (۴) حضرت فاطمہؓ (۵) طیّب (۶) طاہر (۷) قاسم

چھوٹے بیٹے حضرت ابراہیم کی ولادت مدینۂ عالیہ میں ہوئی جو اٹھارہ ماہ کے ہو کر فوت ہو گئے۔

فائدہ : یہ ایک حقیقت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں اور چار بیٹے تھے۔ جس کا ثبوت اظہر من الشمس ہے۔ چنانچہ حیات القلوب، فروع کافی، زاد المعاد، تذکرۃ المعصومین منتہی الآمال، جلاء العیون ترجمہ مقبول میں بھی واضح طور پر موجود ہے۔

(نوٹ) دختران نبیؐ و دامادِ نبیؐ و دختران علیؓ و دامادِ علیؓ اور دیگر اہلبیت کی رشتہ داریوں سے متعلق مدلّل مفصّل معلومات کے لئے مصنّف کی کتاب "دامادِ علیؓ و دامادِ نبیؐ" ملاحظہ فرمائی جائے۔

تعمیرِ کعبہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پنتیس برس کی ہوئی۔ اور حسن اتفاق سے جدہ کے نزدیک سمندر نے کچھ کشتیوں کو باہر کنارے پر پھینکا جو قریش مکّہ کے قبضے میں آ گئیں۔ قریش نے اسے امداد غیبی سمجھ کر بیت اللہ کی جدید تعمیر کا پختہ ارادہ کر لیا۔

حضرت سعد بن مسیّب مشہور تابعی کے اجداد میں سے ابو وہب بن عمرو بن عائد بن عمران بن مخزون نے اعلان کیا کہ اس مقدّس تعمیر میں ظلم، بیاج اور زنا وغیرہ حرام کاموں کی کمائی قطعاً شامل نہ کی جائے — بیت اللہ کی عمارت کی تعمیر کو تقسیم کر دیا گیا۔ دروازے والے حصّے کی تعمیر آنحضرتؐ کے ننھیال اور ددھیال کے حصّہ میں آئی۔ باقی حصّے عرب کے دیگر قبائل میں تقسیم کر دیے گئے۔

دیواروں کی تعمیر کی تکمیل کے بعد حجر اسود کو اپنے مقام پر رکھنے کا مرحلہ سامنے آیا۔ ہر قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ یہ سعادت صرف اسی کے حصّہ میں آئے چنانچہ تمام قبائل مسلّح ہو کر لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے۔

(باقی ص۱۴ پر)

انگریزوں کے ہاتھوں پچاس ہزار انسانوں کا قتلِ عام

○ باغی دیہات تباہ ◎ پٹھانوں کے محلّے مسمار ◎ قیدی گولیوں کا نشانہ ○

تاریخِ آزادی کا ایک خونین باب

ایک انگریز جو دہلی کے محاصرہ میں موجود تھا لکھتا ہے۔ "دشمن نے صلح کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ انگریز صلح کے خواہش مند نہیں ہیں وہ تو قتلِ عام سے خوش ہوتے ہیں۔"

جب میجر رینارڈ کانپور کے لئے کوچ کر رہا تھا تو جرنیل نیل نے اسے مفصلہ ذیل ہدایات بھیجیں جو قابلِ غور ہیں:-

"ان دیہات کو جنہوں نے بغاوت میں حصّہ لیا ہے تباہ کر دیا جائے۔ جن محلّوں میں پٹھان بود و باش رکھتے ہیں انہیں مسمار کر دیا جائے اور باشندے قتل کر دئے جائیں، باغی پلٹنوں کے تمام قیدیوں کو پھانسی دے دی جائے۔ چونکہ فتح پور نے بغاوت کی ہے اس لئے اس پر بھی حملہ کیا جائے اور تباہ کر دیا جائے۔ اگر ڈپٹی کلکٹر گرفتار ہو جائے تو اسے پھانسی دے دی جائے اور اس کا سر شہر کی کسی بلند عمارت پر لٹکایا جائے۔"

بیگم اودھ نے ۱۸۵۷ء کے ایک اعلان میں یہ فقرہ لکھا تھا:-

"کسی نے خواب میں بھی نہیں دیکھا کہ انگریز قوم کوئی جرم معاف کر سکتے ہیں۔"

۵۰ ہزار جانوں کا قتل

آخر کار کیننگ اور جان لارنس نے بھی اس قتلِ عام کو روکنے کی کوشش کی۔ دوسرے دن ۱۰ر مئی ۱۸۵۷ء کو ایک رسالہ اور دو پیادہ فوجوں نے جیل خانے کے دروازے زبردستی کھول کر اپنے ساتھیوں کو آزاد کر دیا۔ پھر انگریز افسروں کے گھر جلا دئے۔ جہاں کہیں کوئی فرنگی ملا قتل کر دیا گیا۔ اور اس کے بعد سب کے سب دہلی روانہ ہو گئے جب باغی پلٹنیں دہلی پہنچیں تو وہاں بھی انہوں نے انگریزوں کے قتل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ جب ایک محکوم قوم اپنے حاکموں سے جنگ و جدل پر آمادہ ہو جاتی ہے تو دونوں طرف سے وحشیانہ حرکات ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ ایک دوسرے سے ظالمانہ سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ حتّیٰ کہ طاقت ور جماعت محض اپنے زور سے دوسری جماعت کو کچل دیتی ہے۔

فرینک ٹرنٹ نے تاریخ انگلستان میں لکھا ہے:-

"یہ لڑائی دو وحشی قوموں میں ہو رہی تھی انہوں نے رحم و انصاف بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ اگر انہیں کوئی خیال تھا تو صرف یہ تھا کہ کسی طرح ان کے دشمن تباہ ہو جائیں۔ دونوں طرف سے سخت مظالم کئے گئے۔ جن پر پردہ ڈالنا ہی مناسب ہے۔"

انگریزی تواریخ نے اپنی حرکات پر واقعی پردہ ڈال دیا ہے لیکن ہندوستانیوں کے مظالم کا بہت بُری طرح سے خاکہ کھینچا گیا۔ سینکڑوں فرضی قصّے تواریخ میں درج کئے گئے تاکہ انگریزوں میں ان کے پڑھنے سے جوش پیدا ہو۔ آج ہم اس تصویر کا دوسرا رُخ بتاتے ہیں جو تقریباً ستّر سال سے لوگوں کی نظروں سے عمداً چھپایا دیا گیا ہے۔

پشاور کا واقعہ

۱۵ر جون ۱۸۵۷ء کو پشاور میں ۱۲۰ سپاہی پکڑے گئے ان میں سے کسی نے بھی اپنے افسروں کو قتل نہیں کیا تھا، بہت سے آدمی ایسے تھے جو بغیر کسی مجرمانہ ارادے کے بغاوت میں شامل ہو گئے تھے۔ نکلسن نے ایڈورڈز ڈپٹی کمشنر پشاور کو لکھا تھا کہ:-

"میں ۵۵ سکھ قیدیوں کی جان بخشی کی سفارش کرتا ہوں کیونکہ مجھے ان کے افسروں نے نے یقین دلایا ہے۔ کہ ان لوگوں نے بغاوت میں مطلقاً حصّہ نہیں لیا۔ باقی کو توپ کے ذریعہ اڑا دیا جائے۔"

سر لارنس نے جواب دیا۔ کہ:-

"چونکہ وہ ہمارے دشمنوں کی طرف سے لڑ رہے تھے اس لئے ان پر رحم نہیں کیا جا سکتا پھر بھی میں تمام آدمیوں کو پھانسی دینا نہیں چاہتا۔ میرا مدعا صرف یہ ہے کہ ایسی عبرتناک سزائیں دی جائیں کہ عوام الناس ڈر جائیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ ان میں سے صرف ایک تہائی کو سزائے موت دی جائے۔ اور تعداد ان سپاہیوں میں سے چُنی جائے جو نہایت سرکش اور گستاخ ہوں۔ یا جن کے خلاف ان کے افسر شکایت کریں۔"

ڈزرائیلی نے تو ابتدا ہی سے اس کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔ جب انگریزوں کا غصّہ جوش پر تھا تو

اس نے ایک تقریب کے دوران میں کہا تھا :۔

"مجھے یقین ہے کہ ہماری فوجیں ہندوستان کے لوگوں سے خوفناک انتقام لیں گی لیکن میں ان انگریز حاکموں کے اس طرزِ عمل سے بالکل متفق نہیں ۔ جن کے ہاتھ میں ہندوستان کی باگ ہے ۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ ہم غیر ممالک میں بجائے انصاف کے انتقام کے زور سے حکومت کریں ۔ میں ظلم کے بدلہ میں ظلم نہیں کرنا چاہتا"

لارڈ کیننگ نے ملکہ معظمہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا تھا :

"لوگ انتقام پر تلے ہوئے ہیں ۔ اور وہ لوگ بھی جنہیں اپنے ماتحتوں کے روبرو مثال قائم کرنی چاہیئے تھی، اس جوش سے خالی نہیں ۔ میں جب اپنے لوگوں کی حرکات دیکھتا ہوں تو شرم کے مارے پسینہ پسینہ ہو جاتا ہوں ۔ میں حیران ہوں کہ ان لوگوں نے کس طرح چالیس پچاس ہزار آدمی قتل کر دیے ۔"

ملکہ وکٹوریہ نے اس خط کا جواب یہ دیا تھا :۔

"لارڈ کیننگ کو یقین کرنا چاہئے کہ میں بھی انگریزوں کی ان وحشیانہ حرکات پر سخت نادم ہوں اور خاص کر انگلستان کی پبلک پر جس نے برطانوی فوجوں کی کارگزاری بنظرِ تحسین دیکھی ہے"

چونکہ کیننگ نرم دل اور کمزور تھا اس لئے وہ وقت پر انگریزوں کا جوش ٹھنڈا نہ کر سکا ۔ اس کے ماتحت اس کے اختیار سے باہر تھے ۔

قتل و نہب کی مطلق العنانی

سر جارج کیمبل اپنی سوانح عمری میں لکھتا ہے :۔

"میں نے مارشل لاء کے متعلق بہت دفعہ سنا ہے لیکن میں ابھی تک اس کا صحیح مفہوم نہیں سمجھ سکا ۔ ہندوستان میں ان دنوں اس کا جو مطلب سمجھا گیا تھا وہ یہ تھا کہ ہر ایک فوجی کو کھلی اجازت تھی وہ جسے چاہے قتل کرے یا جس سے جو کچھ چاہے چھین لے ۔ کوئی روک ٹوک نہ ہوگی ۔ لارڈ کیننگ کی گورنمنٹ نے ۹ر جون کو بعض صوبہ جات میں مارشل لاء نافذ کیا تھا ۔ گورنمنٹ کو چاہتے تھا کہ اس قانون کے استعمال کی سختی سے نگرانی کرے ۔! لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ گورنمنٹ نے اس معاملہ میں سخت کمزوری دکھائی ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ماتحت افسر بلا روک ٹوک مظالم برپا کرتے رہے اور بغیر کسی تفتیش کے قتلِ عام جاری رہا ۔"

مسٹر رسل ٹائمز کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے :۔

"اس غدر میں صرف سپاہیوں نے بغاوت کی تھی ، اس لئے مناسب یہی تھا کہ صرف وہی لوگ قتل کئے جاتے جنہوں نے اس میں حصّہ لیا تھا لیکن ان آدمیوں کو قتل کرنا جن کی ان فوجوں سے ہمدردی تھی ایک نہایت بزدلانہ فعل تھا ۔ اگر کوئی باغی فوج کسی شہر میں مقیم ہو گئی تھی تو اس کے باشندوں کو محض اس بناء پر قتل کرنا کہ کیوں ان کے شہر میں باغیوں نے ڈیرا ڈالا کتنا وحشیانہ فعل ہے ۔ یہ مسلّم ہے کہ شہر کے باشندوں نے عام طور پر انگریزوں کے بچانے میں مدد دی تھی ۔۔۔ لیکن پھر بھی انگریزی فوجوں نے ان کی قدر نہ کی ۔ اگر انگریز صرف باغیوں کو قتل کرتے تو پھر وہ حق بجانب ہوتے لیکن بے شمار بے گناہ لوگوں کو محض اس وجہ سے قتل کیا گیا کہ وہ ہندوستانی تھے ۔"

بقیہ : قرآن اور اسلام کی عظمت

اس میں فرق کرتے ہیں ۔ لیکن یہ فرق، جس طرح میں نے اصطلاحاً عرض کیا کہ یہ وحی قرآن میں پڑھی جاتی ہے جیسے نماز وغیرہ میں آپ تلاوت کرتے ہیں اور وہ وحی پڑھی تو جاتی ہے لیکن نماز میں اس کی تلاوت کی ضرورت نہیں سمجھی گئی ورنہ قرآن حکیم کی ۱۱۴ سورتیں اور تیس پارے ہی حفظ کرنا کچھ کم نہیں چہ جائیکہ حدیث کے اتنے بڑے دفاتر انسان اپنے ذہن میں کس طرح اتارتا ۔ سو اللہ تبارک و تعالیٰ نے متن، قانون یعنی لاء (LAW) وہ الگ کر دیا ۔ اور بائی لاز (BYE-LAWS) یعنی احادیث ، قرآن کریم کے تمہیدی قوانین ، اُس کی سائینٹفک تشریحات الگ کر دیں ، یہ ذمہ دارانہ عملی تفصیلات ہیں جو جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہمیں پہنچیں ، دونوں کے دونوں ہمارے لئے قابلِ عمل ہیں اور واجب الایمان ہیں ۔۔۔ قرآنِ حکیم میں بیسیوں جگہ اللہ تعالےٰ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ج (النساء ۵۸) اور قرآن حکیم میں پہلی ہی سورت کے پہلے ہی صفحے پر مومن کی صفات کے طور پر فرمایا ۔ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ۔۔ (بقرہ ۳) یہ قرآن کا فرمان واجب الاذعان ہے ۔ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کہ جبریل امین ؑ کے واسطے سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اللہ کا کلام جو لوحِ محفوظ کے اندر ہے جوں کا توں محفوظ شکل میں پہنچا دیا گیا ۔ جبریل ؑ بھی امین ہیں اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت میں ، دنیا میں تو دشمن کو بھی کسی قسم کی انگشت نمائی کی نوبت نہ آئی ۔ کیا خوب کہا ہے ہمارے شاعر نے ؎

بصد اندازِ یکتائی بغایت شانِ زیبائی
امیں بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی

انسانیت کی تکمیل کے لئے اخلاقِ اربعہ کی اہمیت

افکار امام ولی اللہ دہلویؒ ——— مرتب: عبدالحمید سواتی ——— مدرسہ نصرت العلوم، گوجرانوالہ

حکیم الامتہ حضرت امام شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ انسان کے لطائف ظاہرہ (نفس، قلب، عقل) اور باطنہ (روح، سرّ، خفی، اخفی، حجر بحت، انا) اور جوارح کی تہذیب کے لئے خدا تعالےٰ نے ایک طریق علاج مقرر کیا ہے جس کو شریعت سے موسوم کرتے ہیں۔ ان لطائف کی تہذیب کا پہلا درجہ یہ ہے کہ یہ لطائف طبیعت سے شریعت کی طرف نکل آئیں۔ شریعت کی حقیقت اگر سمجھنا چاہو تو یہ ہے کہ انسان نفس امّارہ کی قید میں گرفتار تھے اور شیطان نے ان پر اس طرح غلبہ پایا ہوا تھا کہ اگر وہ اسی حالت میں مر جاتے تو عذابِ قبر اور آخرت کے عذاب میں مبتلا ہو جاتے اور معدودے چند افراد کے سوا کوئی بھی نہ بچ سکتا۔ اللہ تعالےٰ جو تمام کائناتِ ارضی و سماوی کا مالک و مدبّر ہے اس نے اپنی عنایت نوعِ انسان کی طرف مبذول فرمائی اور شریعت نازل فرما کر اس کا علاج کیا۔ جس کی غایت یہ ہے کہ انسان دنیا میں ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے بچ جائیں اور برزخ میں عذابِ قبر سے اور حشر میں آخرت کے عذاب سے۔ حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان میں دو قسم کی قوتیں ودیعت رکھی ہیں۔ ایک قوت ملکیہ (فرشتوں جیسی قوت)، اور دوسری قوتِ بہیمیہ (جانوروں جیسی قوت) ان میں سے ہر ایک قوت کے خواص الگ الگ ہیں۔ پس مناسب یہ ہے کہ انسان میں قوت ملکیہ کا غلبہ ہو۔ اور انسان اس مَلَکی قوت کے ساتھ مزیّن ہو تاکہ یہ قوت مزید ترقی کرتے ہوتے قوی تر ہو جائے اور قوتِ بہیمیہ اور قوتِ ملکیہ کے آداب سے متأدّب ہو جائے اور اس کا رنگ اختیار کرلے اس کا مطلب یہ نہیں کہ قوتِ بہیمی بالکل ہی اپنی طبیعت سے باہر نکل آئے اور کلیۃً اپنا مزاج ہی چھوڑ دے بلکہ اس کی اصلاح مقصود ہے۔ اس اصلاح کے لئے اللہ تعالےٰ نے بنیادی طور پر ان چار اخلاق کی طرف رہنمائی فرمائی ہے اور ان کی رعایت کرنے کا اور ان اخلاص کو بروئے کار لانے کا حکم دیا ہے اور ان اخلاق کی اضداد سے منع فرمایا ہے۔

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ تم اگر اچھی طرح غور کرو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ نیکی (برّ) کی تمام انواع و اقسام ان ہی چار خصلتوں کی شرح اور تفصیل ہیں۔ اور برائی (اثم) کی تمام قسمیں ان چار خصلتوں کی اضداد کی تفصیل و تفریع ہیں۔ اور یہ چار خصلتیں ایسی ہیں کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے ان کی طرف دعوت دی ہے اور انہیں اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اور یہ چار خصلتیں کبھی کسی دین و ملت میں منسوخ نہیں ہوتیں۔ اور تغیّر و تبدّل کی ان میں کوئی گنجائش نہیں۔ مختلف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعتوں میں اختلاف صرف ان خصلتوں کی اشکال و قوالب میں ہوا ہے۔ اصل حقیقت اور مغز میں کوئی اختلاف نہیں۔ ان میں سے پہلی خصلت طہارت ہے۔ اس خصلت کے ذریعہ انسان فرشتوں کے ساتھ مناسبت پیدا کرتا ہے۔ اور دوسری خصلت خضوع و اخبات (عاجزی) ہے۔ اس کی وجہ سے انسان کو ملاءِ اعلیٰ (عالم بالا کے فرشتوں کی جماعت) کے ساتھ مناسبت حاصل ہوتی ہے۔ تیسری خصلت سماحت (فیاضی) ہے اس کی بدولت انسان رذیل صفات سے خلاصی حاصل کرتا ہے جب درندوں جیسے افعال اور شہوانی حرکات انسان کے نفسِ ناطقہ کے ساتھ دامن گیر ہو جاتے ہیں تو سماحت کی خصلت ہی سے انسان ان کے رنگ کو اپنے آپ سے جھٹک دیتا ہے اور صفائی و پاکیزگی کی خو بو حاصل کر لیتا ہے — چوتھی خصلت عدالت ہے اس سے انسان ملاءِ اعلیٰ کی رضا اور موافقت حاصل کرتا ہے اور اس کی بدولت انسان کو ملاءِ اعلیٰ کی رحمت و شفقت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت حکیم الامت امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد ان اخلاق اربعہ کی تکمیل و اشاعت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس فقیر کو آگاہ کیا گیا ہے کہ تہذیبِ نفس کے سلسلہ میں جو چیز شریعت میں مطلوب ہے وہ ان چار اخلاق کا قائم کرنا ہے۔ اور ان اخلاق کی اضداد کو مٹانا ہے۔ تمام آسمانی شرائع نے ان چار اخلاق کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ ان کو حاصل کرنے کی ترغیب اور ان کی اضداد سے ترہیب فرمائی ہے۔ اور وہ اخلاق جن کا وجود معاد (قیامت) میں نفع دے گا اور جن کا فقدان ضرر پہنچائے گا وہ یہی چار اخلاق ہیں۔ جس شخص نے اپنے ذوق اور وجدان (باطنی ضمیر) سے ان اخلاق کی حقیقت کو جان لیا کہ شرائع نے کس طرح ان اخلاق کو ہر طبقہ اور ہر دَور میں پہنچایا ہے۔ تو ایسا شخص حقیقت میں فقیہ فی الدین (دین کی سمجھ رکھنے والا) اور راسخ فی العلم (علم میں پختگی رکھنے والا) ہوگا۔ اور جس شخص نے ان اخلاق کے مواقع اور اشکال کو اچھی طرح سمجھ لیا اور ان کے رنگ میں رنگین ہو گیا۔ اور اس کے نفس نے ان اخلاق کے جوہر کو قبول کر لیا تو ایسا شخص محسنین میں شمار ہوگا۔ امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ ان چار

اخلاق کی معرفت جیسا کہ اس بندہ ضعیف کو معلوم ہوا ہے۔ امورِ عظام میں سے ایک بہت عظیم کام ہے۔

طہارت

ان اخلاق اربعہ میں سے ایک طہارت ہے اس کی حقیقت کو جاننا اور اس کی طرف میلان ہر ایک نفس میں ودیعت رکھا گیا ہے۔ بشرطیکہ نفس سلیم ہو یعنی رذائل سے صاف ہو اور اس میں کجی نہ ہو، اگر نفس اپنی فطری سلامتی پر ہو اور کوئی عارضہ اس کو تشویش میں نہ مبتلا کرے تو یقیناً ایسا نفس طہارت پر ہوگا۔ یہ نہ خیال کرو کہ طہارت سے ہماری مراد صرف وضو اور غسل ہے۔ بلکہ ہماری مراد طہارت سے روح وضو اور روح غسل اور نور وضو اور نور غسل ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہر پاکیزہ نفس جس کا مزاج صحیح ہو اور فطرت اس کی سلیم ہو اور اس کے احوال سے یہ معلوم ہو کہ اس کا مادہ نوعی احکام کا مخالف نہیں بلکہ تابع ہے جب ایسا نفس سفلی احوال سے فارغ ہو اور طبعی تشویشات سے خالی ہو مثلاً غلبہ شہوت اور غضب بھوک وغیرہ اس میں نہ ہوں۔ کیونکہ جب یہ شخص نجاستوں کے ساتھ آلودہ ہو اور میل کچیل سے۔ اس کا بدن بھرا ہوا ہو اور غیر طبعی بال اس کے بدن پر جمع ہو جائیں اور بول و براز اور ریاح (بادِ مخالف) اس کے معدہ میں گرانی اور ثقل پیدا کریں، یا جماع اور اس کے اسباب و دواعی سے اس کا زمانہ بالکل قریب ہو تو جب یہ شخص اپنے وجدان کی طرف رجوع کرے گا تو ضروری بات ہے کہ وہ اپنے اندر ایک خاص قسم کا انقباض اور تنگی اور غم محسوس کرے گا اور جب وہ دو خبیث چیزوں (بول و براز) سے فارغ ہو کر ہلکا ہو جائے گا اور غسل کرے گا اور زائد بالوں کو اپنے بدن سے دور کر دے گا اور نیا یا صاف ستھرا لباس زیب تن کریگا اور خوشبو استعمال کرے گا اور اپنے وجدان کی طرف رجوع کرے گا تو یقیناً اپنی طبیعت میں خاص قسم کا انشراح اور انبساط پائے گا۔ پس پہلی حالت کو ظلمتِ حدث (ناپاکی کی تاریکی) اور دوسری حالت کو نورِ طہارت سے تعبیر کیا جائے گا۔ جب حدث و ناپاکی کی ظلمت نفس کا احاطہ کرتی ہے تو شیطانی وساوس اور خوفناک خواب رونما ہوتے ہیں اور دل پر تاریکی اور ظلمت کا ہجوم ہوتا ہے اور جب نورِ طہارت نفس کا احاطہ کرتا ہے تو ملائکہ کے الہامات اور رویائے صالحہ (اچھے خواب) ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ مثلاً کوئی دیکھتا ہے کہ آفتاب اس کے دل یا منہ پر جلوہ افگن ہو رہا ہے اور اس سے اس کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور کوئی دیکھتا ہے کہ ماہتاب اور ستارے اس کی پیشانی اور تمام اعضاء کے ساتھ مل رہے ہیں اور کوئی دیکھتا ہے کہ نور اس پر بارش کی طرح برس رہا ہے۔

غرض یہ سب اشباح اور آثار ہیں۔ اصل حقیقت اس کی وہ ہیئتِ وجدانی ہے جس کو بجز اُنس اور نور کے تعبیر نہیں کیا جا سکتا اور یہ صفت انسان کی ملاءِ اعلیٰ کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے کیونکہ ملاءِ اعلیٰ کو الواثِ بہیمیہ (بہیمی آلودگیوں) سے خالی بنایا گیا ہے۔ سرور اور ابتہاج اور اُنس اس مقام کے ساتھ خاص ہے جو ان کو حاصل ہے۔ جب کوئی انسان ملاءِ اعلیٰ میں پہنچتا ہے تو وہاں بے انتہا اُنس و سرور اور خوشی دیکھتا ہے۔ جب یہ شخص اپنے نفس میں اس حالت (طہارت) کو راسخ اور پختہ بنا لیتا ہے اور وہ اس کا ملکہ بن جاتا ہے تو اس کے درمیان اور ملاءِ اعلیٰ کے درمیان مناسبت پیدا ہو جاتی ہے اور جنت کی خوشی اور راحت کا ایک دروازہ اس پر کھول دیا جاتا ہے۔

بقیہ: ذکرِ ولادت

چار پانچ روز یہی ہنگامہ برپا رہا۔ انجام کار قریش نے آپس میں یہ فیصلہ کیا کہ اب جو شخص حرم شریف میں داخل ہوگا اس کے فیصلہ کو قبول کر لیا جائے۔ اتنے میں حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) بابِ حرم سے داخل ہوئے۔ سب نے انتہائی مسرت کے ساتھ کہا۔ کہ "واہ وا صادق، امین آگئے، ان کے فیصلہ پر ہم سب راضی ہیں"۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حجرِ اسود کو ایک چادر میں رکھ کر ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی لے کر فرمایا کہ سب اٹھاؤ۔ جب مقامِ نصب کے قریب پہنچے تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اٹھا کر مخصوص جگہ پر رکھ دیا۔ اس تدبیر سے فتنہ اور فساد کا بہت بڑا دروازہ بند ہو گیا۔ (باقی آئندہ)

بقیہ : مولانا سید اسعد مدنی

جاری ہے۔

حضرتؒ کی طبیعت مبارک جمالی تھی ہر معاملہ میں راضی برضا تھے۔ بڑے سے بڑے دشمن کے خلاف کبھی کوئی لفظ زبان پر نہ لاتے بلکہ اگر کوئی خادم بھی کچھ کہتا تو اس کو روک دیتے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ "آنجا کہ گل است خاراست"۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ معظمہ میں قیام فرما رہے۔ تو ابوجہل پوری طرح دشمنی کا حق ادا کرتا رہا۔ مدینہ منورہ تشریف لائے تو عبداللہ بن اُبی ساری عمر آپؐ کو ستاتا رہا۔ آپ کے دروازے کے غلاموں کا اب تک یہی حال رہا ہے۔ جہاں کوئی بندۂ خدا لوگوں کو اللہ کا نام سکھانے کے لئے آ بیٹھتا ہے وہاں کوئی نہ کوئی انسان صورت، شیطان سیرت اس کی مخالفت کے لئے ضرور موجود رہتا ہے۔ حضرت خلیفہ صاحب باوجودیکہ مرنجاں مرنج تھے لیکن آپ کا ایک خادم آپ کو دکھ پہنچاتا رہا۔ وہ کئی دفعہ جھوٹی خبر دے کر پولیس کو آپ کے گھر لے آیا۔ مگر چونکہ کوئی ثبوت نہ مل سکا اس لئے حضرتؒ پولیس کے شر سے محفوظ رہے۔ وہ جب کبھی پولیس کے ہاتھ آ جاتا تو خلیفہ صاحب اس کی سفارش کر کے رہائی دلا دیتے ایک دفعہ اس نے سرکاری زمین میں سے درخت کاٹ لئے۔ پولیس نے گرفتار کر لیا تو حضرتؒ نے سفارش کر کے چھڑوا دیا اور فرمایا کہ اس کو ضرورت ہو گی۔ اس لئے درخت بھی اس کو دے دو۔ یہ ادفع بالتی ھی احسن (الآیہ) کی عملی تفسیر ہے

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی احسن الیٰ من عطیٰ

یہ بہت بڑے دل گردے کا کام ہے اور اللہ والوں کی یہ خاص صفت ہے۔

ایک ہندو کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ سات روز تک آپ کے ہاں رہا اور متواتر یہی عرض کرتا رہا کہ حضرت! آپ ایک دفعہ فرما دیجئے کہ جاؤ اللہ تیرا کام کر دے گا۔ مجھے یقین ہے کہ میرا کام ہو جائے گا۔ جب کبھی وہ یہ عرض کرتا تو آپؒ یہی فرماتے کہ "جنویں مولیٰ دی مرضی"۔ یعنی جس طرح اللہ کی مرضی ہو گی اسی طرح کام ہو گا۔

۱۹۱۶ء میں جب پہلی عالمگیر جنگ کے دوران میں برطانوی حکومت نے ہر اس شخص کو گرفتار کر لیا تھا جس کا ذرا سا بھی تعلق دیوبند کے ساتھ تھا اس زمانہ میں خلیفہ غلام محمد صاحب اور حضرت امروٹی صاحب اور مولانا احمد علی صاحب گرفتار کر لئے گئے ــــ حضرت امروٹیؒ جلد رہا ہو گئے۔ لیکن حضرت دین پوریؒ حوالات کی سختیاں جھیلتے رہے اور اُف تک نہ کی۔

اگر کسی مہمان سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی تو اس کو براہِ راست کچھ نہ فرماتے۔ بلکہ کسی خادم کو بلا کر مہمان کے سامنے اس غلطی کی اصلاح فرماتے۔

مساکین پر خاص طور پر بے حد شفقت فرماتے۔ اگر کوئی دیندار اور نیک سیّد آ جاتا تو اس کو کرسی پر یا اپنے ساتھ بٹھاتے۔

تلاوتِ قرآن مجید :

آپ کا معمول تھا کہ نمازِ فجر کے بعد تلاوتِ قرآن مجید فرماتے۔ ایام صحت میں روزانہ ایک پارہ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ علالت اور ضعف کے زمانہ میں کبھی نصف اور کبھی ربع تلاوت فرماتے

اس کے علاوہ اوائل عمر میں دلائل الخیرات اور جواہر القرآن کی بھی

مراسلات

فلم میں قرآنی سورتیں ؟

جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے ناظم نشر و اشاعت اکرم شاہد نے ایک اخباری بیان میں اس بات پر شدید احتجاج کیا ہے کہ ۲۲/۴/۷۰ کے مشرق اخبار میں شائع شدہ اشتہار کہ "راز دار کمرہ" نامی فلم کے ساتھ قرآن کریم کی سورۃ الرحمٰن کی دو ریلیں فلمائی گئی ہیں اور اس طرح قرآن حکیم کی بے حرمتی کر کے عوام کے جذبات کو مجروح کیا گیا ہے۔ آپ نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اس فلم پر پابندی لگائی جائے اور قرآن حکیم کی بے حرمتی کو روک کر عوام کے جذبات کا پاس کیا جائے۔

یہود و نصاریٰ کی سازشیں

جمعیۃ طلباء اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کا پندرہ روزہ اجلاس زیر صدارت جناب اعجاز صاحب رحمانی منعقد ہوا جس میں تلاوتِ قرآن پاک کے بعد مولانا محمد عبدالرؤف صاحب فاروقی نے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ پاکستان اسلام کے لئے حاصل کیا تھا اور قوم سے یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ ہم اس ملک میں قرآن و سنت کے مطابق قوانین نافذ کریں گے اور سکولوں کالجوں کا نصاب اسلام کے مطابق بنایا جائیگا لیکن ۲۲ سال گذر چکے ہیں ہمارے تعلیمی اداروں میں وہی برطانیہ کا فرسودہ نظام تعلیم رائج ہے جو صحیح معنی میں ہمیں اسلامی عقائد و نظریات اور اسلامی اخلاق و اعمال سے بہرہ ور نہیں کر سکتا۔ مولانا فاروقی نے قرآن و سنت کی روشنی میں واضح کیا کہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں اور اسلام کے بدترین دشمن ہیں۔ کبھی وہ عبداللہ بن سبا کی صورت میں آتے ہیں، کبھی مرشدے دایان کی شکل میں۔ ان کی چالیں بہت خطرناک ہوتی ہیں۔

انہوں نے کہا یہودیوں نے برصغیر ہند و پاک میں بڑے بڑے فتنے کھڑے کئے لیکن علماء حق کی کوششوں کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکے۔ انہوں نے کہا جمعیۃ طلباء اسلام اس صورتِ حال کو بدلنے کا عزم بالجزم کر چکی ہے۔ جمعیۃ طلباء اسلام کا مقصد طلباء میں اسلامی عقائد و نظریات خدا اور رسولؐ کے حکموں کی اطاعت کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔

منزل پڑھا کرتے تھے۔ جب حضرت تھانوی رح نے مناجات مقبول مرتب فرمائی تو جواہر القرآن کی بجائے اس کا ورد بالالتزام فرمایا کرتے تھے۔ خدام کو بھی اس کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

انتقال آخری ایام میں بہت دنوں تک آپ پر استغراق کی حالت طاری رہی۔ عوام اس کو مدہوشی کہتے ہیں۔ ۲۹/۳۰ رذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۳/۲۴ رمارچ ۱۹۳۵ء کی درمیانی شب یعنی سہ شنبہ کو ۱۲ بجے رات آپ نے انتقال فرمایا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مدفن کے متعلق بعض حضرات کی رائے تھی کہ جس جگہ انتقال فرمایا۔ وہیں دفن کیا جاتے۔ لیکن حضرت رح کے بڑے صاحبزادے میاں عبدالہادی صاحب مدظلہ العالی نے قبرستان میں دفن کرنے کا فیصلہ کیا۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: مجلسِ ذکر

ساری رات جاگتے، ہزاروں انسان ان کے ساتھ معتکف ہوتے۔ قرآن سنتے اور عبادت میں مشغول ہوتے جہاں جاتے بس ایک سیل تھا اللہ کی رحمت کا۔ جب آپ رح کا وصال ہوا تو حضرت رائپوری لاہور میں تھے ان کو اطلاع کی گئی کہ حضرت مدنی رح کا وصال ہو گیا ہے فرمانے لگے۔ کہ مرے نہیں مریدوں نے مار دیا ہے۔ بعد میں تشریح کی کہ اس بڑھاپے کے زمانے میں اللہ کے بندوں کو کچھ نہ کچھ سوچنا چاہیئے کہ انہوں نے ساری زندگی بڑی جفاکشی میں گذاری ہے اب تو ان پر زیادہ بار نہ ڈالا جائے۔ آنکھوں دیکھی بات کرتا ہوں، اپنے گھر میں میں چھوٹا تھا، تکیہ رکھا ہوا تھا حضرت مدنی رح نے اینٹ کا اور سو رہے ہیں۔ میں نے اٹھا کر تکیہ قریب رکھ دیا تو مجھے فوراً ہنس کر فرمانے لگے "جیل میں کیا آپ تکیہ مہیا فرمائیے گا؟" جب تک انگریز بدبخت حکمران تھا، حضرت مدنی رح داڑھی پر خضاب لگاتے۔ بالکل کالی نہیں کرتے تھے، شرعی گنجائش کے مطابق ہی ہوتی۔ لیکن وہ کہتے کہ جب تک میں انگریز خبیث کو یہاں سے نکال نہیں لیتا میں اپنے سفید بال ظاہر نہیں ہونے دیتا کہ میرا دشمن انگریز کہے گا کہ سفید بال ہو گئے ہیں بوڑھا ہو گیا ہے۔ میں اسے یہ خوشی بھی دیکھنے نہیں دیتا۔ اور آخیر اسے مار کر نکال ہی گئے...... فرمایا اسلام کے بدترین دشمن کو اتنی بھی خوشی نہ ہو کہ حسین احمد بوڑھا ہو گیا ہے۔ جس دن ملک آزاد ہو گیا اس کے بعد پھر خضاب نہیں لگایا۔ حضرت مدنی رح کی طبیعت میں

بہت ظرافت تھی۔ ہر وقت ہنستے رہتے تھے لیکن جب فسادات ہوئے تو ان کو اتنا صدمہ تھا جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ ان کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے مرغی منگوائی ان کی عادت تھی کہ عربوں کی طرح سے سب اکٹھے بیٹھ کر کھاتے جب سب کھا چکتے تو حضرت مدنی رح سالن ختم کرتے، پلیٹ کی صفائی کرتے۔ پانچ پانچ چھ چھ ہزار لوگ ان سے ایک ایک دفعہ بیعت ہوتے آج مدراس ہیں تو کل کاٹھیاواڑ ہیں، آج کاٹھیاواڑ ہیں تو کل سورت تشریف لے گئے۔ لوگ ذرا بھی آرام نہیں لینے دیتے تھے۔ ان کی تکلیف کا کوئی خیال نہیں کرتے تھے۔ اس پر حضرت رائپوری نے فرمایا کہ مریدوں نے مار دیا۔ یعنی قوتِ برداشت سے زیادہ ان پر بوجھ ڈالا۔ حضرت مدنی رح ایک دفعہ چائے پی رہے تھے۔ بڑے بڑے علماء وہاں بیٹھے ہوئے تھے ایک صفائی کرنے والا عیسائی سامنے سے گذر رہا تھا حضرۃ نے اسے بلایا اپنے پیالے میں اسے چائے دی تو وہ ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا کہ میں ابھی اپنا برتن لاتا ہوں۔ حضرت رح نے فرمایا کہ اسی میں پیو۔ وہ کہنے لگا جی میں تو عیسائی ہوتا ہوں۔ حضرت رح نے فرمایا کوئی بات نہیں تم پیو، ہمارے نبی کی تعلیم ہے کہ انسان کا جھوٹا پاک ہے اور مومن کا جھوٹا شفا ہے وہ مانتا ہی نہ تھا۔ حضرت نے زبردستی پیالہ دے دیا۔ جب پی لیا تو کہنے لگا کہ جی میں یہ برتن الگ رکھتا ہوں فرمانے لگے۔ لاؤ مجھے دو۔ حضرت رح نے لیا اس میں چائے ڈالی اور خود پی لی۔ وہ ہکا بکا رہ گیا کہ ایک معمولی اقلیت کے فرد سے اتنے بڑے عالم کا یہ سلوک!! سارے لوگ ان کے جوتوں کو ہاتھ لگانا فخر سمجھتے ہیں اور وہ میرا جھوٹا پینے کو تیار ہے!! اللہ کی قدرت اس پر ایسا اثر ہوا کہ وہ برداشت نہ کر سکا، گھر جا کر نہا دھو کر اور بیوی بچوں کو لے کر آگیا۔ کہ حضرت! ہمیں کلمہ پڑھا دیں... یہ ہے اولیاء کرام کا سچا کردار...... اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسا کردار نصیب فرمائے۔ آمین!

سفینہ عرفات پر کیا گذری؟

سفینہ عرفات — کے ذریعہ سفر حج پر جانے والے حضرات — حج بیت اللہ کی سعادت سے محروم رہ گئے تھے —

اس جہاز پر کیا گذری؟
ایک معلوماتی مضمون آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیے

اعلان

ناظرین خدام الدین کو یہ بشارت دی جاتی ہے کہ حضرت مولانا الحاج قاضی محمد زاہد الحسینی دامت برکاتہم کے درسِ قرآن اور درسِ حدیث کا مجموعہ ہر ماہ کی پہلی تاریخوں میں کتابی شکل میں شائع کئے جانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ یہ مجموعہ آپ کے ماہانہ درسِ قرآن واہ کینٹ، پشاور، راولپنڈی، کیمبلپور، تربیلا کالونی کے درسوں پر مشتمل ہونے کے علاوہ مجلس ذکر و دیگر دینی اور روحانی فوائد کا مجموعہ ہوگا۔ پہلا مجموعہ انشاء اللہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۰ ہجری کو شائع ہو جائے گا۔

خواہشمند احباب پتہ ذیل پر اپنے نام نوٹ کروا دیں۔
حافظ منور دین — دار الارشاد۔ کیمبلپور

حج بیت اللہ سے

الحاج خلیل احمد لدھیانوی کی واپسی

ادارۂ پیغام حج لائلپور کے ناظم اور جناب حنیف رضا صاحب کے برادر اکبر الحاج خلیل احمد لدھیانوی صاحب حج بیت اللہ سے واپس تشریف لے آئے۔ ریلوے اسٹیشن لائل پور پر آپ کے عزیز و اقارب، مقامی علماء کرام، دینی جماعتوں کے راہنما اور دیگر شخصیات سکولوں، کالجوں کے اساتذہ اور پروفیسر حضرات موجود تھے

جمعیۃ الطلبہ کا انتخاب

جمعیۃ الطلبہ جامعہ فرقانیہ مدنیہ کوہاٹی بازار راولپنڈی کا اجلاس زیرِ صدارت حضرت مولانا الف جان صاحب منعقد ہوا۔ جمعیۃ الطلبہ کے سرپرست اعلیٰ مولانا عبدالرؤف صاحب نے جمعیۃ کے مقاصد پر مختصر روشنی ڈالی۔ انتخاب میں مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔

صدر: مولوی اسرارالحق شاہ ہزاروی
نائب صدر: مولوی محمد امین صاحب
ناظم اعلیٰ: مولوی ظہیر مصطفیٰ صاحب
نائب ناظم: مولوی عبدالرحیم اشرف بلوچ

یقینا انشرا

بقیہ: ماسٹر تاج الدین انصاری کا انتقال

اور سکھوں نے بھی کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ ماسٹر تاج الدین انصاری لدھیانہ رفیوجی کیمپ سے نکلنے والے آخری آدمی تھے۔

مجلس احرار کی بعض تحریکیں انہوں نے خود چلائیں۔ کئی اخباروں کے مدیر رہے، کتابیں لکھیں۔ معاملہ فہمی اور ذہانت کا لوہا منوایا، اخلاص و محبت کا سکہ جمایا لیکن اخباروں میں چھپنے سے بے نیاز ہی رہے ہر محاذ پر گمنام سپاہیوں کی طرح جنگ لڑی۔ عمر بھر مفلس رہے لیکن کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلایا۔ ماسٹر جی مجلس احرار کی زندگی لازم و ملزوم بن گئی تھی۔ جس دور سے آج ہم گذر رہے ہیں اس کا تقاضا یہی ہے جو کچھ ہو رہا ہے لیکن وہ دن بھی آنے والا ہے جس دن بعض چہرے سیاہ کر دئے جائیں گے اور بعض چہرے سفید ہوں گے۔ اُس دن ماسٹر تاج الدین جیسے لوگ کامران ہوں گے۔ اور ابن الوقت ذلیل و خوار۔

آئیے ہم سب بارگاہِ ایزدی میں ان لوگوں کی مغفرت کی دعا کریں جنہوں نے بے بسی اور بے کسی کی موت کو ضمیر فروشی اور دین فروشی کی زندگی پر ترجیح دی۔ جنہوں نے اکابرین کے اسمائے گرامی بیچ کر دنیاوی فائدے حاصل نہیں کئے اور نظریات کو مفادات پر قربان نہیں کیا، ماسٹر تاج الدین انصاری بلاشبہ انہی لوگوں میں سے ایک تھے۔

(حنیف رضا)

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی کا
پروگرام

۹ مئی بروز ہفتہ۔ روانگی صبح بذریعہ آ ہو ایکسپریس برائے ملتان۔ خلافت راشدہ کانفرنس میں شرکت فرمائیں گے۔

۱۰/۱۱ مئی کوٹلہ رحم شاہ اور دیگر مقامات پر مولانا لقمان صاحب کے ہمراہ تشریف لے جائیں گے۔

انہی دنوں میں احمد پور شرقیہ جانے کا پروگرام تھا لیکن شیخ کمال الدین صاحب کا لڑکا فوت ہو جانے کی وجہ سے پروگرام منسوخ کرنا پڑا۔

(حاجی بشیر احمد)

تلاش گمشدہ

ملک خدایا سکنہ کاڑ چھپیا تحصیل ٹانک ضلع ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان جو ۲۶ مارچ ۱۹۷۰ء سے گم ہیں ـ عمر ۶۰ ـ ۶۵ سال جو دماغی وہم کا مریض ہے ـ رنگ گندمی، پاؤں میں چپل، سر پر پشوری لنگی، سفید قمیص و دھوتی پہنے اور سیدھے ہاتھ کی چھوٹی انگلی مڑی ہوئی ہے ـ اگر کسی شخص کو علم ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں یا گمشدہ کو پہنچا دیں ـ سفر خرچ کے علاوہ انعام بھی دیا جائے گا ـ

محمد نواز پسر ملک خدایا معرفت حاجی گل داد حاجی عبد الحمید آڑھتی غلہ منڈی ڈیرہ اسمٰعیل خان

خلافت راشدہؓ کانفرنس

مرکزی تنظیم اہلسنت پاکستان کے زیر اہتمام ۸، ۹، ۱۰ مئی جمعہ، ہفتہ، اتوار کو باغ لانگے خاں ملتان شہر میں ایک عظیم الشان خلافت راشدہ کانفرنس ہو رہی ہے جس میں مرکزی مبلغین و شعراء تنظیم اہلسنت پاکستان کے علاوہ حضرت مولانا شمس الحق افغانی، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا غلام اللہ خاں صاحب، حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور، علامہ خالد محمود، مولانا عبد الستار خاں نیازی، حضرت مولانا محمد صدیق امیر جمعیتہ لائلپور کی شرکت متوقع ہے ـ (غلام قادر سربراہ)

بینات کے تازہ شمارہ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ میں

از محترمہ ناصیہ بیگم صاحبہ دیوبند

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

پیارے بچو! تم نے صدیق اکبرؓ نام تو سنا ہوگا۔ شاید تم کو یہ معلوم نہ ہوگا.... کہ انہوں نے ابتدائی زندگی میں کون سے نمایاں کام انجام دئے ہیں۔ میں آج تمہارے سامنے ابوبکر صدیقؓ کے ابتدائی حالات مختصر طریقہ پر پیش کرتی ہوں۔

صدیق اکبرؓ کا نام عبداللہ بن عثمان تھا۔ عتیق لقب تھا۔ آپ کا رنگ گورا۔ چھریرا بدن اور قد جھکا ہوا تھا۔ جس وقت حضور کے ساتھ مدینہ تشریف لائے۔ آپ کی ڈاڑھی کالی اور سفید تھی۔ آپ مہندی کا خضاب کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ جاہلیت کے دور میں بھی آپؓ نے شراب نہیں پی۔ اور نہ شعر گوئی میں [illegible] لیا۔ یہ دونو چیزیں شرفاء عرب کی زندگی کا جزو بن گئی تھیں حضرت ابوبکرؓ سے سوال کیا گیا۔ کہ آپؓ نے کبھی شراب بھی پی ہے۔ ابوبکرؓ نے اللہ سے پناہ مانگ۔ کہ فرمایا کبھی نہیں"۔ اسی شخص نے پھر دریافت کیا کیوں نہیں پی۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب میں ارشاد فرمایا تاکہ عزت برباد نہ ہو اور مروّت زائل نہ ہو یہ جواب جب آنحضرتؐ نے سنا تو دومرتبہ ارشاد فرمایا۔ سچ کہا ابوبکرؓ نے زمانہ جاہلیت میں ابوبکر صدیقؓ کا شمار رؤسائے قریش میں ہوتا تھا۔ اور قریش آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ خون بہا اور اور جرمانے وغیرہ کے مقدمات کا فیصلہ کرنا آپ ہی کے سپرد تھا کیونکہ اس وقت کوئی بادشاہ نہ تھا۔ بلکہ ہر رئیس کے ذمے ایک فرض تھا۔ جس کو وہی انجام دے سکتا تھا۔ یہ ابوبکر صدیقؓ کے دور جاہلیت کے مختصر سے حالات تھے۔ صدیق اکبرؓ نے اسلام میں بھی وہ کارہائے نمایاں انجام دئے جن کی مثال نہیں ملتی۔

سب سے پہلے اسلام لانیوالوں میں آپؓ بھی شامل ہیں۔ اگر یوں کہا جائے کہ مردوں میں ابوبکرؓ سے پہلے کوئی مشرف باسلام نہیں ہوا تو شاید غلط نہ ہوگا۔ اور اس کی تائید حضورؐ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ "وہ ایسا شخص ہے۔ کہ جب میں نے کہا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور مجھ کو اللہ نے تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا ہے تو تم نے مجھے جھٹلا دیا۔ لیکن اس وقت ابوبکرؓ نے میری تصدیق کی"۔

صدیق اکبرؓ کو آنحضورؐ سے بچپن ہی سے محبت تھی۔ اور اسلام لانے کے بعد تو حضورؐ سے کسی وقت جدا ہونا بھی پسند نہ کرتے تھے۔ تمام لڑائیوں میں حضورؐ کے ساتھ رہے۔ اور آنحضور کی خوشنودی کے لئے آپؓ نے ہجرت فرمائی۔ اور اپنے بیوی بچے مال واسباب غرض ہر چیز کو چھوڑ دیا۔ اور غار ثور میں آپ کے ساتھ قیام پذیر ہوئے۔ یہی وہ جگہ ہے۔ جہاں سے ابوبکر صدیقؓ کا خطاب عطا کیا گیا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اسی کے لئے فرمایا ہے۔ (اذ ھما فی الغار الخ) اور لڑائیوں میں آپ کی مدد جاری رکھیں ان کے علاوہ غزوہ بدر و حنین میں آپ نے وہ نمایاں کام انجام دئے ہیں۔ جن کی نظیر نہیں ملتی۔

محمد یونس سرور بجنوری

سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

حضرتِ فاروق اعظم کی جہاں میں دھوم ہے
کارنامہ اُن کا ھر تاریخ میں مرقوم ہے

حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے اس شان سے
بے دھڑک مومن اذاں دینے لگے اعلان سے

جاں نثارِ رحمت اللعالمین بن کر رہے
غم گسارِ رحمت اللعالمیں بن کر رہے

دشمنانِ دیں میں پھر ہل چل سی پیدا ہوگئی
کامرانی بندگان حق پہ شیدا ہوگئی

اُن کے دَور حکمرانی کی نہیں ملتی مثال
کاروبارِ سلطنت میں ان کو حاصل تھا کمال

ہر قدم راہ خدا میں ان کا اٹھتا تھا مدام
عمر بھر کی پیروی حضرت خیرالانامؐ

اُن کی حکمت سے ہوا زیر نگیں سارا جہاں
عدل اور انصاف کا سکّہ ہوا ہر سو رواں

آلؓ و اصحابؓ محمدؐ کی بڑی توقیر کی
جاگزیں اُلفت تھی دل میں شبّرؓ و شبیرؓ کی

روضہ اقدس میں وہ آرام فرما ہیں سرور
دیکھ تو ان کے مراتب کتنے اعلیٰ ہیں سُرور

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

محصول ڈاک ڈیڑھ روپیہ فی نسخہ زائد ہوگا۔ فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔ وی۔ پی نہ بھیجا جائے گا۔ تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت مولانا سید تاج محمود صاحب امروٹی نور اللہ مرقدہ

دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور
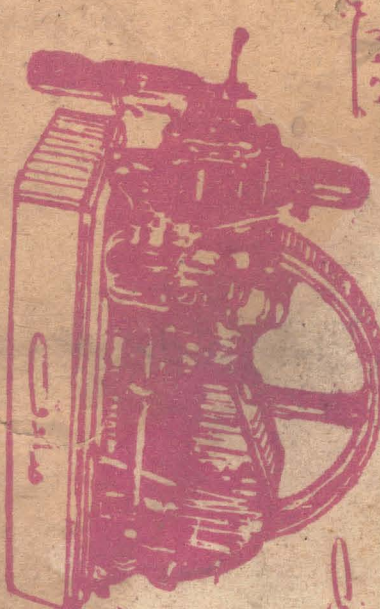
بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	..	۱۱
″ ″ ششماہی	..	۶
″ ″ ″	..	
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	..	
″ ″ بحری جہاز	″	
ہوائی ڈاک ششماہی	..	۲۱
بحری ″	..	۱
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۰	۷۳
″ ″ بحری ″	۵۰	۲۷

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔

منظور شدہ محکمۂ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ تین مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۳۹ ، ۶۷-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲ GM/۴۰-۵۲۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء